رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

قادیان

The ALFAZL QADIAN.

ایڈیٹر: غلام نبی

ہفتہ میں تین بار

تار کا پتہ: الفضل قادیان

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند عـ۱۰

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

نمبر ۱۵۲	۸ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ	یوم پنجشنبہ	مطابق ۲۱ جون ۱۹۳۴ء	جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۸ جون ۴½ بجے بعد دوپہر بذریعہ موٹر چند دنوں کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو حضور نے مقامی جماعت کا امیر مقرر فرمایا۔

حضرت میرزا شریف احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت کی طبیعت درد سر کے دورہ کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعا کریں کہ صحت فرمائیں۔

۱۸ جون بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں میاں بدر الدین صاحب مالیر کوٹلوی نے ذکر حبیب پر تقریر کی۔

مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل مبلغ کے ہاں ۱۸ جون لڑکا تولد ہوا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

۱۷ جون احمدیہ سپورٹس کلب کے عہدہ داران کا سالانہ انتخاب ہوا۔ پریزیڈنٹ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب بی اے اور جنرل سیکرٹری مرزا اجمل بیگ صاحب منتخب ہوئے۔ دوسرے عہدہ داروں کا بھی نیا انتخاب ہوا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے متعلق حلف کن الفاظ میں ہو

(فرمودہ ۲۱ جون ۱۹۰۴ء)

یہ عرض کرنے پر کہ ایک شخص اس بات پر آمادہ ہے کہ قسم کھا کر کہے عیسیٰ علیہ السلام اسی جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ فرمایا:۔ "جو شخص دلیری کر کے شوخی کی راہ سے فتنہ ڈالتا ہے خدا اس سے خود سمجھ لیتا ہے۔ اگر اس نے قسم کھانی ہے۔ تو تین باتوں کی قسم کھائے۔ ایک تو یہ کہ فلمّا توفیتنی میں سے مسیح کی وفات ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ اور یہاں توفیتنی کے وہ معنے ہرگز نہیں ہیں۔ جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس لفظ کے معنے کئے جاتے ہیں۔

دوسری یہ بات ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مسیح کو معراج کی شب میں اُن تمام انبیاء کی طرح نہیں دیکھا۔ جو کہ وفات پا چکے ہیں۔ بلکہ دوسرے انبیاء کی ارواح کے خلاف حضرت مسیح کو معراج کی شب میں اس ہیئت اور شکل میں پایا جس سے ان کا بجسد عنصری زندہ ہونا ثابت ہے۔

تیسری یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ کا اجماع جو یہ آیۃ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سے ان معنوں پر ہوا تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر جس قدر نبی گذرے وہ سب فوت ہو چکے ہیں۔ یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ ان تینوں باتوں میں اللہ تعالیٰ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روئت اور صحابہ کا اجماع سب آجاتا ہے۔" (الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۴ء)

تبلیغی رپورٹ

امریکہ میں تبلیغ اسلام

مختلف مقامات میں تقریریں

نیویارک سے واپسی

نیویارک میں دس یوم قیام کرنے کے بعد میں واپس روانہ ہُوا۔ اور پٹس برگ ہوتے ہُوئے شہر انڈیاناپولس پہونچا۔ وہاں دو دن قیام کر کے جماعت کا معائنہ کیا۔ ایک تقریر کی۔ اور جماعت کو ہدایات دیں۔ بفضل خدا جماعت ترقی کر رہی ہے احباب خدمت اسلام میں مشغول ہیں۔ اللہ تعالےٰ کامیابی عطا کرے۔ آمین:۔

یہودیوں کے ایک گرجا میں تقریر

میں ۱۱ مارچ اپنے مرکز شکاگو میں پہونچا۔ یہاں ایک عرصہ سے ایک تقریر مقرر ہو چکی تھی۔ جو The Sinai Temple نامی یہودیوں کا ایک مشہور گرجا میں ہُوئی۔ یہ لوگ بین الاقوامی شہرت رکھنے والے لیکچراروں سے تقریریں کراتے ہیں۔ اور تمام لیکچر معہ لیکچراروں کے مختصر سوانح اور تصویر کے ایک چھوٹی سی کتاب میں شائع کرتے ہیں۔ ان کے ہاں تقریر کا موقعہ ملنا عزت افزائی سمجھی جاتی ہے۔ ۱۲ مارچ کو وہاں میری تقریر ہُوئی۔ مضمون زیر بحث یہ تھا۔

Religious Prejudice
Can it be overcome.

میں نے اس مضمون پر تقریر کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش کردہ تعلیم اور اصول پیش کئے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس لیکچر کا بہت غیر معمولی اثر ہُوا۔ سامعین کی تعداد دو ہزار تھی۔ دوران تقریر میں جب میں کوئی بات ختم کرتا۔ تو سب لوگ تالیاں بجاتے۔ جلسہ برخاست ہونے کے بعد لوگوں نے مجھ سے کہا۔ آپ کی پیش کردہ تعلیم ہی مذہبی دُنیا میں امن قائم کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ میرے بعد تقریر کرنے والے ایک یہودی ربی تھے۔ جو تجربہ کار اور مشہور لیکچرار ہیں۔ انہوں نے میری تقریر کے متعلق کہا

I envied the Certainty with which Sufi Bengalee spoke.

یعنی صوفی بنگالی نے جس یقین کے ساتھ تقریر کی۔ اس پر مجھے رشک ہے:۔

ایک روٹری کلب میں تقریر

۱۸ مارچ Grand Haven نامی شہر گیا۔ وہاں Rotary club میں ۱۹ مارچ کو میری تقریر ہوئی۔ صرف کلب کے ممبر موجود تھے۔ مگر سب لوگ شہر کے معززین تھے۔ مقامی اخبار Grand Haven Daily Tribune کے ایڈیٹر صاحب بھی موجود تھے۔ تقریر کے بعد انہوں نے مجھ سے ملاقات کی۔ اور اپنے اخبار میں ایک مضمون شائع کیا جس میں اسلام و احمدیت کا ذکر کیا۔ اس طرح سے اس شہر کے باشندوں تک اسلام کی آواز پہنچانے کا موقعہ ملا:۔

انفرادی تبلیغ

اس شہر میں چند عرب مسلمان رہتے ہیں۔ اور وُہ لوگ بہت خوش ہُوئے۔ ان کو احمدیت کی تبلیغ کی گئی۔ وُہ رسالہ مسلم سن رائز کے خریدار بنے:۔

Grand Rapid سے Grand Haven گیا۔ وہاں میں وقتاً فوقتاً جایا کرتا ہوں۔ وہاں بعض لوگ احمدی ہو چکے ہیں۔ اور بعض قریب ہیں۔ وہاں دو یوم مقیم رہا۔ اور انفرادی تبلیغ کی۔ اور رسالہ مسلم سن رائز کے لئے کچھ چندہ جمع کیا۔

جزاھم اللہ احسن الجزاء:۔

ایک مخلص نو مسلم

Kalamazoo میں Grand Rapids سے آیا۔ اس شہر میں ہمارا ایک مخلص اور عزیز بھائی سلیمان یونانی احمدی رہتا ہے۔ وُہ کچھ عرصہ سے بیمار ہے۔ اور بہت لاغر ہو چکا ہے اسے اس عاجز سے ایک قسم کا عشق ہے۔ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوا مجھے چونکہ وہاں صرف ایک ہی رات قیام کرنا تھا۔ اس لئے وُہ کہنے لگا۔ آج رات آپ کو سونے نہیں دُونگا۔ چنانچہ تمام رات ہم باتیں کرتے رہے۔ احباب دُعا کریں۔ اللہ تعالےٰ اسے کامل و عاجل صحت عطا کرے۔ آمین:۔

رسالہ مسلم سن رائز کے متعلق اپیل

میں مخلصین سلسلہ سے التجا کرتا ہوں۔ کہ مُسلم سن رائز کی توسیع اشاعت کی کوشش کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ اور مجھے بھی ممنون بنائیں جب تک مجھے کافی تعداد میں خریدار نہ مل جائیں۔ میں رسالہ کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ رسالہ کو جلد سے جلد ماہواری نہیں تو کم از کم سہ ماہی بنا دینا چاہیئے۔ پس میں اللہ تعالےٰ کے نام اور اسلام کا واسطہ دیتے ہُوئے درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ خود بھی رسالہ کا خریدار بنیں اور دوسروں کو بھی بنائیں۔ اور بالالتزام بدرگاہ الٰہی دعا کریں کہ اللہ اس رسالہ کو بے شمار لوگوں کے لئے موجب ہدایت بنائے:۔

درخواست دُعا

اس رپورٹ کو ختم کرتے ہُوئے مخلصین سلسلہ سے عاجزانہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ اس نابکار کے حق میں دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ میرے تمام گناہ معاف کرے۔ تمام مشکلات کو رفع کر کے غیبی تائید و نصرت سے مغرب میں وُہ فتوحات عطا کرے جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیشگوئی فرمائی ہے۔ نیز میری صحت اور دینی و دُنیاوی مقاصد میں کامیابی کے لئے۔ اور میری اولاد کے لئے۔ اور امریکہ کی جماعتوں کے لئے دردِ دل سے دُعا فرمائیں:۔

عاجز مطیع الرحمٰن بنگالی۔ مبلغ امریکہ:۔

مالی کی ضرورت

ضرورت ہے قادیان میں ایک مالی کی۔ جو ہر قسم کے پیوند لگانے پھول اگانے۔ سبزی۔ ترکاری۔ چارہ بونے کا کام جانتا ہو خصوصاً پھلدار درختوں کی حفاظت اور پرداخت سے اچھی طرح واقف ہو۔ محنتی ہو۔ اور ہاتھ سے کام کرنے میں عار نہ سمجھتا ہو۔ امتحان پاس کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواستیں معہ نقول اسناد و دیگر حالات

معرفت ایڈیٹر الفضل قادیان آنی چاہئیں۔

محلہ دارالانوار کی سڑکیں

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے مالکان اراضی کو اراضی دارالانوار کا روپیہ ادا کرتے ہُوئے زمین کا قبضہ لیا جا رہا ہے۔ اور جتنے حصہ زمین کا قبضہ مل جاتا ہے۔ اس کی سڑکیں حسب فیصلہ ٹاؤن پلاننگ کمیٹی دارالانوار جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری بی اے منتظم روڈز طیار کر کے پھلدار درخت نصب کرانے کا انتظام خاص دلچسپی سے کر رہے ہیں۔ جن احباب کو اپنے ماہوار حصہ کے علاوہ زائد رقم ادا کرنا آتی ہے۔ ان سے اور دیگر حصہ داران سے التماس ہے۔ کہ وُہ براہ مہربانی اپنا زائد روپیہ یکم فروری ۱۹۳۵ء سے قبل ادا کرنے کا انتظام فرمائیں۔ تا زمین کا قبضہ لینے میں دقت نہ ہو۔ خاکسار برکت علی خان سکرٹری دارالانوار کمیٹی قادیان

شکریہ

اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب زاہدان بفضل ایک سال کے لئے کسی غیر مستطیع کے نام جاری کراتی ہیں۔ اس کا ثواب حضرت مسیح موعود کے پرانے صحابی سید محمد شاہ صاحب احمدی ماچھیواڑی مرحوم کی روح کو پہنچے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۵۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۸ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۱

کانگرس کا نیا پروگرام

اقلیتوں اور خاصکر مسلمانوں کے لئے خطرات

کانگرس ورکنگ کمیٹی نے اپنے حال کے اجلاس وارد ہا میں جو تعمیری پروگرام تجویز کیا ہے۔ وُہ مہاسبھائی ہندوؤں کے لحاظ سے تعمیری ہو۔ تو ہو۔ اقلیتوں اور خاص کر مسلمانوں کے لحاظ سے وہ نہایت خطرناک طور پر تخریبی ہے۔ کیونکہ اسکی تمام شقوں کی غرض و غائت یہ ہے۔ کہ دوسروں کو مفلس اور نادار بنا کر ہندوؤں کی دولت اور مال میں اضافہ کیا جائے۔ قلیل التعداد اور کمزور اقوام کی ہستی کو مٹا کر ہندوؤں کی تعداد بڑھائی جائے۔ فرقہ وارانہ اتحاد کا نام لے کر اقلیتوں کو مبتلائے فریب رکھا جائے۔ اور دیہاتی آبادی کو اپنا آلہ کار بنایا جائے۔

پروگرام کی پہلی شق

مثلاً اس پروگرام کی سب سے پہلی شق یہ قرار دی گئی ہے کہ "خود کات کر کھدر تیار کیا جائے۔ اور جہاں یہ کھدر تیار ہو۔ وہاں اس کو رائج کیا جائے۔ اور آل انڈیا سپنرز ایسوسی ایشن کو حتے الوسع ہر ممکن امداد دی جائے"۔ اس میں ایک طرف تو اس پہلو کو مدنظر رکھ لیا گیا ہے۔ کہ ان ہندو تاجروں کو جن کے ہاتھ میں غیر ملکی کپڑے کی تجارت ہے۔ کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے کیونکہ پہلے کی طرح کانگرسیوں کے لئے کھدر پوشی لازمی نہیں رکھی گئی۔ بلکہ یہ قرار دیا گیا ہے۔ کہ جہاں کھدر تیار ہو۔ وہاں اس کو رائج کیا جائے۔ اور دوسری طرف کھدر کی تیاری کو اپنے پروگرام میں شامل کر کے مسلمان کپڑا بننے والوں کی تخریب کا سامان پیدا کر دیا گیا ہے۔ اور ان کی حالت پر جو کانگرس کی مہربانی سے پہلے ہی نہایت ابتر ہو چکی ہے کچھ بھی رحم نہیں کیا گیا۔ گویا کپڑا بننے کی ایک معمولی سی صنعت جسے ہندوستان کے مختلف صوبوں میں زیادہ تر مسلمانوں سے تعلق ہے۔ اس پر ہاتھ صاف کرنے کی کانگرس نے جو کوشش شروع کر رکھی تھی اور جس کی وجہ سے مسلمانوں کو بے حد نقصان پہنچ چکا ہے۔ وُہ اب بھی جاری رہے گی :-

دُوسری شق

پروگرام کی دوسری شق "چھوت چھات کا انسداد" قرار دی گئی ہے۔ جب گاندھی جی نے سیاسیات سے علیحدگی اختیار کر کے اپنی زندگی کا مقصد چھوت چھات کا انسداد ظاہر کیا۔ تو اس وقت کئی کانگرسیوں نے یہ کہنے کی جرأت کی تھی۔ کہ اس تحریک کا ملکی آزادی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ اخبار "ملاپ" (۳۱ مئی ۱۹۳۳ء) نے ایسے ہی لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا۔

"کہتے ہیں۔ کہ اچھوت ادھار کی تحریک کا ملکی آزادی کے ساتھ کیا تعلق ہے"۔

اور پھر اس کا جواب یہ دیا تھا۔ کہ

"تعلق ہو۔ یا نہ ہو۔ عام لوگوں کے دماغ میں یہ راز کھلتا ہو یا نہ کھلتا ہو۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ مہاتما گاندھی کی نگاہوں میں ہندوستان کی اس وقت سب سے بڑی ضرورت چھوت چھات کا ناش کرنا ہے"۔

لیکن اب کانگرس نے اسے اپنا سب سے اہم مقصد قرار دے لیا ہے۔ وجہ یہ کہ کانگرس گاندھی جی کے ہاتھ میں موم کی ناک ہے۔ اور یہ ممکن نہیں۔ کہ گاندھی جی کے کسی منشاء سے سر مو انحراف کر سکے جب چھوت چھات کے انسداد کی خاطر گاندھی جی نے کانگرس کو منجدھار میں تھپیڑے کھانے کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ تو کس طرح ممکن تھا۔ کہ وُہ پھر کانگرس کو اپنی راہ نمائی کا شرف عطا کریں۔ اور کانگرس ان کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے اپنے آپ کو وقف نہ کر دے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کانگرس نے اپنے پروگرام میں چھوت چھات کے انسداد کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔ اور اس کے متعلق جدوجہد کرنے کے نئے سامان کر رہی ہے :-

خالص مذہبی تحریک کانگرس کے پروگرام میں

حالانکہ گاندھی جی اسے خالص مذہبی تحریک قرار دے چکے ہیں اور علے الاعلان کہہ چکے ہیں۔ کہ ہندو دھرم کو زندہ رکھنے اور ترقی دینے کے لئے انہوں نے اسے شروع کیا ہے۔ ہندو لیڈر اسی بناء پر انہیں ہندو دھرم کا رکھشک (محافظ) اور پرماتما کا اوتار قرار دے چکے ہیں۔ اور ہندو اخبارات صاف الفاظ میں لکھ چکے ہیں کہ

"گاندھی جی نے اس بار جو مسئلہ (اچھوت ادھار) شروع کیا ہے۔ مسلمان اس مسئلہ میں کہیں بھی نہیں ہیں۔ اس بار وہ ایک ہندو کی شکل میں دُنیا کے سامنے آئے ہیں۔ ہندو دھرم کی حفاظت ان کا پرم دھرم ہے"۔ (ملاپ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۲ء)

گویا چھوت چھات کا انسداد ایک خالص مذہبی تحریک ہے گاندھی جی نے بار بار اسے مذہبی تحریک اور ہندو دھرم کی حفاظت کا ضروری سامان قرار دیا اور تمام کے تمام ہندو اسے مذہبی تحریک قرار دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں کانگرس کا جو تمام ہندوستان کی واحد سیاسی نمائندہ جماعت ہونے کی دعویدار ہے۔ اسے اپنے پروگرام میں شامل کرنا سوائے اس کے کیا مطلب رکھتا ہے۔ کہ کانگرس ہندو دھرم کی حفاظت اور اشاعت اپنا فرض قرار دے رہی ہے۔ اور اس کے لئے کھلم کھلا جدوجہد کرنے کا اعلان کر رہی ہے :-

کانگرس آریہ سماج کی شکل میں

گاندھی جی کو اچھوت ادھار کی خالص مذہبی تحریک میں حصہ لینے پر ہندوؤں کے سب سے متعصب مذہبی طبقہ آریوں میں جس قدر قبولیت حاصل ہوئی۔ اس کا اندازہ ان بہت سی تحریروں کے علاوہ جو آریہ اخبارات نے شائع کیں۔ ایک مدحیہ قصیدہ کے حسب ذیل شعر سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ جو "پرتاپ" ۱۳ مئی ۳۲ء میں شائع ہوا :-

دیانند اور اس کے ماننے والے نہ کیوں خوش ہوں
کہ ان کے کام کا بیڑا اُٹھایا آج گاندھی نے

گویا جو اغراض و مقاصد آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند جی کے پیش نظر تھے۔ انہی کو پورا کرنے کے لئے گاندھی جی کھڑے ہوئے ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ وُہ اغراض کس قدر فتنہ انگیز۔ اور شورش خیز ہیں۔ اور ان کی وجہ سے ہندوستان پر کس قدر مصیبت اور تباہی نازل ہوئی۔ قابلِ غور سوال یہ ہے۔ کہ جس تحریک کی وجہ سے آریوں نے گاندھی جی کو دیانند جی کے کام کا بیڑا اٹھانے والا قرار دے دیا۔ اسے ایک سیاسی ادارے کا اپنے پروگرام میں شامل کر لینا کہاں تک مناسب ہے۔ اور سیاسی ادارہ بھی وُہ جو اپنے آپ کو ہندوستان کے تمام باشندوں کا خواہ وُہ کسی مذہب و ملت کے ہوں نمائندہ قرار دیتا ہے۔ پس کانگرس نے چھوت چھات کے انسداد کو اپنے پروگرام میں شامل کر کے بلکہ سب سے زیادہ اہمیت دے کر

اپنے آپ کو ہندوؤں کے نہایت ہی تنگدل متعصب اور دیگر مذاہب کے متعلق نہایت ہی دل آزار اور فتنہ انگیز رویہ رکھنے والے آریہ سماج کی شکل میں پیش کر دیا ہے۔ اگر کانگرس ہندو دھرم کی حفاظت اور اشاعت اپنا فرض سمجھتی ہے۔ تو خوشی سے سمجھے اور اگر اس فرض کی ادائیگی کے لئے اسی راہ پر چلنا چاہتی ہے جس پر سوامی دیانند جی چلے۔ تو اس کی مرضی۔ لیکن ایسی حالت میں اسے قطعاً یہ حق حاصل نہیں ہے۔ کہ سیاسی پارٹی کہلائے اور اپنے آپ کو تمام اہل ہند کی نمائندہ قرار دے *

پروگرام کی ایک اور شق

پروگرام کی ایک اور شق یہ ہے۔ کہ "فرقہ وار اتحاد کو ترقی دی جائے" یہ مقصد بہت اچھا ہے۔ اور ہر محب وطن کو اس میں حصہ لینا چاہیئے۔ لیکن کانگرس کا سابقہ رویہ نہایت مایوس کن ہے۔ اور اب جبکہ وہ ہندو دھرم کی حفاظت و اشاعت اپنا فرض قرار دے رہی ہے۔ کس طرح ممکن ہے۔ کہ وہ فرقہ وارانہ اتحاد کے لئے صادقانہ جدوجہد کر سکے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ آل انڈیا ہندو مہاسبھا کے جنرل سکرٹری نے ہندوؤں کے سامنے جو پروگرام رکھا اس میں واضح الفاظ میں یہ ہدایت درج کی۔ کہ "ہندو کسی بھی دوسرے فرقہ کے ساتھ اتحاد کے لئے زیادہ فکر نہ کریں۔ تاکہ وہ فرقے بذات خود آزادی کی قیمت کو اور ہندوؤں کے ساتھ مل کر اس آزادی کے حصول کی ضرورت کو محسوس کریں۔ ہندو مہاسبھا ایسا سوراج چاہتی ہے۔ جس میں ہندو تہذیب قائم رہے۔ اور ترقی کرے"

اس کے ساتھ ہی ہندو مہاسبھا کے صدر بھائی پرمانند جی کے حسب ذیل الفاظ پڑھ لینے سے بات بالکل واضح ہو جاتی ہے بھائی جی نے گزشتہ سال اجمیر کے اجلاس میں جو صدارتی ایڈریس پڑھا۔ اس میں کہا:-

"حصول سوراجیہ کے لئے ہندو مسلم اتحاد ایک لازمی شرط ہے کی تھیوری کو میں نے ہمیشہ مضحکہ خیز تصور کیا۔ اور اتحاد کانفرنسوں پر کبھی بھروسہ نہیں کیا۔ ہندوؤں کے پاس سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار نہیں رہا۔ کہ وہ ہندو مہاسبھا کی شرن لیں۔ اور ہندو سنگھٹن کے ذریعہ اپنی نجات کا راستہ تلاش کریں۔ میرے خیال میں سب سے اہم ہتھیار جو ہمارے اس کام میں سب سے زیادہ مؤثر ثابت ہوگا۔ وہ اسمبلی اور کونسلوں پر قبضہ حاصل کرنا ہے"

دھوکہ کی ٹٹی

پس جب فرقہ وارانہ اتحاد کے متعلق ہندوؤں کا یہ خیال اور یہ پروگرام ہے۔ تو کس طرح ممکن ہے۔ کہ وہ کانگرس جس نے آج تک فرقہ وارانہ اتحاد قائم کرنے کی ضرورت نہ سمجھی۔ اور جو ہمیشہ اقلیتوں کو ملیا میٹ کرنے کے لئے مستعد رہی۔ وہ اب اتحاد قائم کرنے کی طرف توجہ کرے گی۔ یہ محض دھوکہ کی ٹٹی ہے اور اقلیتوں کو اتحاد کے فریب دہ لفظ سے مطمئن کرنے کی ناکام کوشش۔

کانگرس دراصل مہاسبھا کا ہی دوسرا نام ہے۔ کیونکہ اس کے کرتا دھرتا وہی لوگ ہیں۔ جو مہاسبھا کے روح رواں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کانگرس مہاسبھا کے پروگرام پر لفظ بلفظ عمل کر رہی ہے۔ ہندو مہاسبھا نے اپنا یہ فرض قرار دیا۔ کہ وہ چھوت چھات دور کرنا چاہتی ہے۔ کانگرس نے بھی اسے اپنے پروگرام میں سب سے زیادہ اہمیت دے دی۔ مہاسبھا نے اقلیتوں کو کچلنے کے لئے سب سے مؤثر ہتھیار یہ بتایا کہ اسمبلی اور کونسلوں پر قبضہ حاصل کیا جائے۔ کانگرس اس مقصد کے لئے مصروف عمل ہو گئی۔ ان حالات میں فرقہ وارانہ اتحاد کی کوئی صورت پیدا ہو سکتی ہے؟ قطعاً نہیں۔ کانگرس نے محض یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ فرقہ وار اتحاد کی خواہشمند ہے۔ اپنے پروگرام میں فرقہ وار اتحاد کو ترقی دینے کی شق رکھ دی ہے۔ حالانکہ جب فرقہ وار اتحاد ہے ہی نہیں۔ تو اسے ترقی دینے کے کیا معنی *

مسلمان بیدار ہوں

کانگرس کے پروگرام کی بقیہ شقیں بھی ایسی ہیں۔ جن سے ہندوؤں کو مضبوط اور طاقتور بنانا مقصود ہے۔ مثلاً چھوٹی چھوٹی مفید صنعتوں کا قیام۔ صنعتی لیبر کی تنظیم وغیرہ۔ غرض کانگرس جن اغراض و مقاصد کو لے کر کھڑی ہو رہی ہے۔ وہ اقلیتوں۔ اور خاصکر مسلمانوں کے لئے نہایت ہی نقصان رساں ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان کے مضر اثرات سے بچنے کے لئے خواب غفلت سے بیدار ہوں۔ اور ضروری انتظامات کی طرف توجہ کریں *

کیا آریہ سماج کے کالج اور سکول ترقی کی علامت ہیں

آریوں کو اس بات پر بڑا ناز ہے۔ کہ انہوں نے بہت سے ہائی سکول جاری کر رکھے ہیں۔ اور چند ایک کالج ان کے زیر انتظام چل رہے ہیں۔ اس بات کو وہ اپنی کامیابی اور ترقی کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں۔ بلکہ بہت بڑا کارنامہ قرار دے کر جماعت احمدیہ پر اعتراض بھی کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ سمجھدار آریہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ ان کے کالجوں اور سکولوں میں تعلیم پا کر جو نوجوان نکلتے ہیں وہ آریہ دھرم کے اصول کے بالکل خلاف خیالات لے کر نکلتے ہیں۔ اور آئے دن اس کا اقرار کیا جاتا ہے۔ اس قسم کے نوجوان نرالگ ہے۔ حال ہی میں آریوں کے سب سے مشہور دیانند کالج لاہور کے منتظمین کے متعلق ایک مشہور آریہ پنڈت بھگوت دت جی ریسرچ سکالر نے یہ انکشاف کیا ہے۔ کہ وہ بانی آریہ سماج کے اصول کی مخالفت کرنے والوں کے پشت و پناہ بنے ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ ایک سب کمیٹی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اس کمیٹی کے زیادہ تر ممبر رشی دیانند سرسوتی کے نام پر قائم کردہ کالج میں ان کا کھنڈن کرنے والوں کو اتساہت کرتے ہیں"

"اس سب کمیٹی کے زیادہ تر ممبر دیانند کالج میں رشی دیانند کے بھاوؤں کو کچلنے کے لئے بدھ منورتھ ہو رہے تھے"

پھر کالج کی انیس سال ملازمت کے تجربہ کی بنا پر لکھتے ہیں "گورنمنٹ کی نوکری میں بھی ایسی سکھا شاہی آ گیا کہیں سنسان نہیں" کیوں اس لئے کہ "اناریہ لوگوں کا کالج پر قبضہ ہو رہا ہے" (آریہ گزٹ ۷، جون)

آریوں کے سب سے بڑے کالج کی جب یہ حالت ہو کہ ایک تجربہ کار آریہ کے نزدیک اس کے منتظمین رشی دیانند کے اصول کو کچلنے والے ہوں۔ اور اناریہ ہو چکے ہوں۔ تو تعلیم پانے والوں کا آریہ سماج سے جس قدر تعلق ہو سکتا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ دراصل بات یہ ہے۔ کہ سوامی دیانند جی نے اصول ہی ایسے پیش کئے ہیں۔ جو علمی فضا میں قائم رہنے کے قابل نہیں۔ اور تعلیم یافتہ آریہ ان کو بالائے طاق رکھنے کے لئے مجبور ہو رہے ہیں۔ اس لحاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آریہ صاحبان کالجوں اور سکولوں کے ذریعہ آریہ سماج سے وابستگی اختیار کرنے والے نوجوان نہیں پیدا کر رہی۔ بلکہ آریہ سماج کی بیخ کنی کرنے والے تیار کر رہی ہے *

کتابت کی غلطی پر بے جا اعتراض کرنیوالوں کیلئے

کتابت کی غلطیاں ایسی قسم نہیں۔ کہ ان کی بنا پر کوئی الزام عائد کیا جائے۔ لیکن جماعت احمدیہ کے مخالفین جہاں اور بہت سی افسوسناک حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں میں کسی سہو کتابت کو آپ کی طرف منسوب کر کے اسے (نعوذ باللہ) تحریف۔ اور دروغگوئی تک قرار دیتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔ اور خاصکر علماء کہلانے والوں کا طبقہ اس پر بہت زور دیا کرتا ہے۔ ان علماء سے ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جمعیۃ العلماء ہند کے آرگن "الجمعیۃ" نے اپنے ۱۶ جون کے پرچہ میں جو یہ لکھا ہے۔ کہ:-

"حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی تمام نعمتوں کے حصول کے بعد یہی تمنا کی تھی۔ رب توفنی مسلما و الحقنی بالصالحین"

یہ قرآن شریف کی کونسی سورت کی آیت ہے۔ اگر "بالصالحین" کے بے معنی لفظ کو نظر انداز بھی کر دیا جائے۔ تو لفظ "رب" کا اضافہ کیونکر جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ اگر ہندوستان کے تمام علماء کی جمعیۃ کا اخبار ایک آیت کے درج کرنے میں غلطی کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ اور اس اخبار والوں پر تحریف قرآن کا الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں میں کسی کتابت کی غلطی کو آپ کی طرف منسوب کرنا کہاں کی دیانتداری ہے؟

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے کئی دفعہ جماعت کو ان فتنوں کے متعلق جو قادیان اور اس کے گرد و نواح میں پیدا ہو رہے ہیں۔ توجہ دلائی ہے۔ اور وہ

طریق عمل

بتایا ہے۔ جو اختیار کرنا چاہیئے لیکن پھر بھی چونکہ حالات بدلتے رہتے ہیں۔ اور چونکہ انسانی طبائع بھی ان حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتیں۔ اس لئے لوگوں کے لئے وہی بات جو درحقیقت پرانی ہوتی ہے۔ بدلے ہوئے حالات اور اپنی

بدلی ہوئی طبیعت

کے ماتحت نئی بن جاتی ہے۔ اور وہ پھر آ کر سوال کرتے ہیں۔ کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

اس وقت جو فتنہ انگیزی کے طریق اختیار کئے جا رہے ہیں۔ اور جس طرح بازاروں اور گلیوں میں احمدیوں کو دیکھ کر انہیں ستانے اور دکھ دینے کے لئے سلسلہ کے متعلق نہایت ہی ناپسندیدہ اور

اشتعال انگیز الفاظ

استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور جس طرح سلسلہ کے افراد کے متعلق

تکلیف دہ طعنہ زنی

کی جاتی ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ وہ عام حالات میں عام انسانوں کے لئے ناقابل برداشت اور

حد سے بڑھی ہوئی

ہے۔ لیکن ہمارے لئے دیکھنے والی یہی بات نہیں۔ کہ یہ اشتعال انگیزی عام حالات کے لحاظ سے عام انسانوں کے لئے حد سے بڑھ چکی ہے۔ کیونکہ ہم عام حالات میں پیدا نہیں ہوئے ہمیں خدا تعالےٰ نے خاص حالات میں پیدا کیا ہے۔ دنیا سے ایک نہایت قیمتی چیز کھوئی گئی تھی۔ ایک متاع ضائع ہو گیا تھا۔ اور ایک قیمتی چیز ہاتھوں سے نکل چکی تھی۔ اور وہ

اخلاق فاضلہ

ہیں۔ لوگ ایک چیز کو بھول گئے تھے۔ ان کے ذہنوں سے ایک بات اتر گئی تھی۔ اور وہ

خدا تعالےٰ پر توکل اور یقین

ہے۔ یہ چیزیں جتنی دنیا کے لئے ضروری تھیں۔ اتنا ہی دنیا نے انہیں پس پشت ڈال دیا۔ اور انہیں فراموش کر رکھا تھا۔ تب خدا تعالےٰ کی غیرت جوش میں آئی۔ اور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس لئے مبعوث فرمایا۔ کہ اس

کھوئی ہوئی متاع

کو اور اس فراموش شدہ چیز کو دنیا میں پھر واپس لائیں۔ چنانچہ آپ نے مبعوث ہو کر دنیا میں پھر خدا پر یقین اور توکل قائم کیا۔ پھر اخلاق فاضلہ کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی۔ پھر

قربانی اور ایثار

جس کے بغیر اخلاق فاضلہ کا حصول ناممکن ہے۔ اس کی اہمیت لوگوں پر ظاہر کی۔ دنیا کا عام دستور ایسے حالات میں یہ ہے۔ کہ لوگ انبیاء کو برا بھلا کہتے۔ اور ان کی تکذیب کرتے ہیں۔ ان سے لڑائی جھگڑا کرتے۔ لڑتے دکھ دیتے۔ اور

ہتک کے تمام ذرائع

اپنے استعمال میں لاتے ہیں لیکن ہمیں خدا تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر یقین اور ایمان نصیب کیا۔ جبکہ عام حالات یہی ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آنے والوں کو دکھ دیا جاتا۔ اور ان کی تکذیب و تکفیر کی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے

عام حالات کے خلاف

ہمیں۔ یہ توفیق دی۔ کہ ہم خدا کے فرستادہ پر ایمان لائے۔ آپ کو مانا اور آپ کے اوامر پر کاربند ہونے کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ پھر جو صداقت آئی۔ وہ بھی غیر معمولی طریق سے آئی ہے۔ کیونکہ

انبیاء کی بعثت

معمولی طریق پر نہیں ہوتی۔ معمولی طریق تو یہ ہے۔ کہ انسان خود کرتا فکر کرتا۔ اور

صداقت کی جستجو

کر کے آخر اسے پا لیتا ہے۔ مگر الہام ہونا اور ایک نبی کا دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا جانا

ہدایت کا غیر معمولی طریق

ہے۔ جو غیر معمولی حالات کے پیدا ہونے پر کام میں لایا جاتا ہے اسی طرح نبیوں کی شناخت بھی ایک غیر معمولی امر ہوتا ہے ورنہ عام حالات تو یہی ہوتے ہیں۔ کہ ان کی تکذیب و تکفیر کی جاتی ہے پس وہ پیغام الٰہی جو آج دنیا کے لئے آیا غیر معمولی ہے۔ اور ہمارا اس پیغام کو سنکر اسے تسلیم کر لینا۔ اور اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جانا بھی غیر معمولی ہے۔ اس لئے ہم پر دوسرے لوگوں کا قیاس کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ کہ جب ان حالات میں دوسرے لوگ اس قسم کے افعال پر اتر آتے ہیں۔ تو ہمیں بھی فلاں قسم کے افعال کرنے چاہئیں۔ جب خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے غیر معمولی قدرتیں ظاہر کی ہیں۔ اور ہمیں غیر معمولی طور پر ایک

نبی پر ایمان لانے کی توفیق

عطا فرمائی ہے۔ تو ہمارے باقی اعمال بھی معمولی آدمیوں کی طرح نہیں ہو سکتے۔ بلکہ وہ بھی اپنے دائرہ میں خاص اہمیت اور غیر معمولی حیثیت رکھتے ہیں:

یاد رکھنا چاہیئے انبیاء کی جماعتیں معمولی نہیں ہوتیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت جو لوگ پیدا ہوئے۔ اور آپ پر ایمان لائے۔ قربانیاں انہوں نے بھی کیں۔ اور بعد میں آنیوالوں نے بھی کیں۔

بنی نوع انسان کی خدمت

انہوں نے بھی کی - اور دوسروں نے بھی کی - لیکن کیا وجہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں آپ پر ایمان لانے والا ادنٰے سے ادنٰے آدمی بھی بعد میں آنے والوں پر ایک رنگ کی فضیلت رکھتا ہے - امت محمدیہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد

سینکڑوں اولیاء

ایسے گذرے ہیں - جو کئی صحابہؓ سے درجہ میں بلند تھے - مگر باوجود اس کے جب ان کے سامنے کسی صحابیؓ کا نام آتا - تو ان کے دلوں پر غیر معمولی کیفیت طاری ہو جاتی - ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے - ان کے چہروں کی حالت بدل جاتی - اور یوں معلوم ہوتا - کہ گویا وہ کسی بڑے بادشاہ کے سامنے کھڑے ہیں ؛ اس کی وجہ کیا تھی - کہ

سید عبد القادر صاحب جیلانی

شہاب الدین صاحب سہروردی اور معین الدین صاحب چشتی - جیسے آدمی جنہوں نے دنیا کی ہدایت کے لئے بہت بڑے بڑے کام کئے - ایک معمولی صحابی کے مقابلہ میں بھی اپنے آپ کو گرا دیتے - اور اپنے درجہ کو متنزل کر دیتے - اسی وجہ سے کہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ

غیر معمولی حالات میں پیدا ہوئے - اور غیر معمولی طور پر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی -

پس انبیاء کی جماعتیں غیر معمولی حالات میں سے گذرا کرتی ہیں - اس لئے ہماری جماعت کو بھی یاد رکھنا چاہیئے - کہ گو

عام قاعدہ

یہی ہے - کہ جب انسان کوئی اشتعال انگیز بات سنے - تو اسے غصہ آ جائے - عام قاعدہ یہی ہے - کہ ایسے حالات میں بعض دفعہ خون خرابہ بھی ہو جائے - مگر یہاں عام قاعدے کا سوال نہیں

دنیاوی گورنمنٹیں

بھی ان حالات میں جب کسی قوم کے بزرگ اور پیشوا کو گالیاں دی جاتی ہوں - اور لوگ

صبر سے کام

نہ لیتے ہوئے کسی کو قتل کر دیں - تو یہ ثابت ہو جانے پر کہ دوسرے فریق کی طرف سے اشتعال دلایا گیا - چھوڑ دیتی ہیں - مگر ہمیں یاد رکھنا چاہیئے - کہ ہمارے حالات غیر معمولی ہیں - اور ہم نے صرف یہ نہیں دیکھنا - کہ ہمارے کسی فعل کا ہم پر یا دوسروں پر کیا اثر پڑتا ہے بلکہ ہم نے یہ دیکھنا ہے - کہ

ہمارے اعمال کا اثر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ اور آپ کی عزت وحرمت پر کیا پڑے گا - اگر اپنی ہی عزت کا سوال ہوتا - اور اپنے ہی نام تک تمام اثر پہنچنے کا یقین ہوتا - تو میں سمجھتا ہوں - جن حالات میں سے ہمیں گذارا جا رہا ہے - ان کے ماتحت میں کبھی یہ نہ کہتا - کہ خاموش رہو - بلکہ میں کہتا - کہ جاؤ - اور اس فتنہ کے مٹانے کے لئے اپنی جانیں تک لڑا دو - مگر یہاں سوال اپنی عزت اور اپنے نفس کا نہیں - بلکہ

حضرت مسیح موعودؑ کی عزت کا سوال

ہے - ہمیں جن لوگوں سے واسطہ پڑا ہے - وہ اس قسم کے ہیں - کہ دھوکہ و فریب کرتے - اور پھر پیچھے بنتے ہیں ظلم کرتے - اور مظلوم بنتے ہیں - ابتدار کرتے ہیں - مگر اپنی کارروائیوں کو مدافعانہ ظاہر کرتے ہیں - ان حالات میں ہماری ظاہری کوششوں سے

ہر قسم کی سچائی

کے باوجود ہمیں برا نام ملتا ہے - اور ہمیں نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملتا ہے - پس جو چیز آپ لوگ اپنی ذات کے لئے کر سکتے ہیں - میں کہتا ہوں - وہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت کی حفاظت کے لئے نہیں کرنی چاہیئے - ہمارے اعمال تاریخ میں لکھے جائیں گے - اس لئے ہمیں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے -

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے

مدافعانہ جنگیں

کیں - مگر دنیا چودہ سو سال سے برابر یہ کہتی چلی آ رہی ہے - کہ مسلمانوں نے تلوار کے زور سے اپنا مذہب پھیلایا - یہی ہمارا حال ہے - ان کے کتنے ہی ظلم اور تعدی سے تنگ آ کر ہم ان سے لڑیں - وہ جھٹ کہدیں گے -

مرزا صاحب کی جماعت

ایسی اور آپ کے مرید ایسے - پس جو لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں - کہ ہم کیا کریں - میرا انہیں یہی جواب ہے - کہ

صبر کریں

اور اگر وہ دوسری دفعہ مجھ سے پوچھیں گے - کہ ہم کیا کریں تب بھی میں انہیں یہی کہوں گا - کہ صبر کریں - اور اگر وہ تیسری دفعہ میرے پاس آئیں گے - تو اس وقت بھی

میرا جواب

یہی ہو گا - کہ صبر کریں - ہاں ممکن ہے بعض لوگ میری اس نصیحت پر عمل نہ کر سکیں - گو میں اسے ان کی خوبی کہنے کے لئے تیار نہیں بلکہ اسے ان کی

کمزوریٔ نفس

پر محمول کروں گا لیکن چونکہ کمزور طبائع بھی موجود ہوتی ہیں - اور وہ اشتعال انگیزی کے مقابلہ میں پورے صبر سے کام نہیں لے سکتیں - اس لئے میں ان سے یہ کہوں گا - کہ اول تو انہیں بھی یہی چاہیئے - کہ وہ صبر سے کام لیں - لیکن اگر کسی وقت وہ مدافعانہ طور پر لڑ پڑتے ہیں - تو جہاں پہلا صاد صبر کا تھا - وہاں انہیں ایک

دوسرا صاد

اختیار کرنا پڑے گا - جو صدق ہے - جو کچھ ہوا اسے مت چھپاؤ بلکہ سچ سچ کہہ دو - کہ اصل واقعہ یہ ہوا - پس اول تو صبر کرو - لیکن اگر کوئی شخص کسی وقت انتہائی طور پر اشتعال دلائے جانے پر صبر نہیں کر سکتا - اور سلسلہ کی عزت کی حفاظت کے لئے اپنی کمزوریٔ نفس کے نتیجہ میں لڑ پڑتا ہے - تو پھر اسے سچ سچ کہہ دینا چاہیئے - اس کا فرض ہے - کہ دلیری سے کہے - میں نے ضرور کیا ہے - اور اس لئے کیا ہے - کہ فلاں نے

سلسلہ کی ہتک

کر کے مجھے سخت اشتعال دلایا - یا بانیٔ سلسلہ کو گالیاں دیں - پس اول تو میں یہی کہتا ہوں - کہ صبر سے کام لو - صبر سے کام لو -

صبر سے کام لو

لیکن اگر کوئی برداشت نہیں کر سکتا - اور لڑ پڑتا ہے - تو پھر میں کہوں گا - صدق سے کام لے - صدق سے کام لے

صدق سے کام لے

قرآن کریم نے اس قسم کے حالات میں دو اور صاد بھی بتائے ہیں - ان سے بھی کام لیں - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - استعینوا بالصبر والصلوٰۃ - یعنے اے لوگو

صوم اور صلوٰۃ سے استعانت

چاہو - پس ایسے لوگوں کو چاہیئے - کہ روزے رکھیں - اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کریں - نمازیں پڑھیں - اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کریں - کیونکہ خدا تعالیٰ کے سامنے جب انسان جھکتا ہے - تو اس کے لئے

غیب سے سہولت کے سامان

پیدا ہو جاتے ہیں - پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے - کہ ہمارے لئے اس وقت کیا کیا مشکلات ہیں - ہمارے لئے مشکلات یہ ہیں - کہ ہمارے مقابل

جھوٹ بولنے والا دشمن

کھڑا ہے - گورنمنٹ کے بعض حکام بھی اس کی پیٹھ بھرتے ہیں مگر کیا تم سمجھتے ہو - ان لوگوں کی خدا تعالیٰ کے سامنے کوئی ہستی ہے - کتنا بڑے سے بڑا کوئی دشمن ہو - اگر رات کو اسے

قولنج کا درد

ہو جائے - یا ہیضہ کے کیڑے اس کے پیٹ میں گھس جائیں - اور وہ ایک ہی رات میں چل بسے - تو کیا گورنمنٹ انگریزی کے سارے ڈاکٹر مل کر بھی اسے زندہ کر سکتے ہیں - گورنمنٹ اپنی توپوں کے ساتھ توپوں کا مقابلہ کر سکتی ہے - بیڑوں کا بیڑوں کے ساتھ مقابلہ کر سکتی ہے - مگر وہ ہیضہ کے کیڑوں اور

طاعون کی گلٹیوں کا مقابلہ

نہیں کر سکتی۔ پھر اللہ تعالےٰ کی طرف سے بعض دفعہ یوں بھی عذاب نازل ہو جاتا ہے۔ کہ افسر ناراض ہو جاتے۔ اور ان پر ماتحت کی بد دیانتی کھل جاتی ہے۔ بالکل ممکن ہے۔ کہ ایسا ہی ہو جائے اور جس کھونٹے پر وہ ناچ رہے ہیں۔ وہی کھونٹا ان کی رسوائی کا موجب بن جائے۔

پس دنیا کی مخالفتیں کوئی چیز نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بھی لوگوں نے سازشیں کیں اور

قتل کے مقدمات

دائر کئے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ مخالفین کو اپنے مقاصد میں نامراد رکھا۔ ایسے ہی اقدام قتل کے ایک مقدمہ میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف

عدالت میں گواہی

دینے کے لئے آیا۔ اور اس امید پر آیا۔ کہ مرزا صاحب کو ہتھکڑی لگی ہوئی ہو گی۔ یا ہتھکڑی اگر نہ لگی ہو گی۔ تو عدالت میں (نعوذ باللہ) ذلیل حالت میں کھڑے ہوں گے۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ انگریز ڈپٹی کمشنر جس کے سامنے مقدمہ پیش تھا۔ ہمارے سلسلہ کا سخت مخالف تھا۔ اور اس نے ضلع میں تعینات ہوتے ہی کہا تھا۔ کہ یہ شخص جو ہمارے یسوع مسیح کی ہتک کرتا ہے۔ اب تک بچا ہوا ہے۔ اسے سزا کیوں نہیں دی جاتی۔ مگر جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے سامنے پیش ہوئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے کچھ ایسا تصرف کیا۔ کہ آپ کی شکل دیکھتے ہی اس کا بغض دور ہو گیا۔ اور اس نے اپنے پاس

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹھنے کیلئے کرسی

بچھا دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر بیٹھ گئے۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

جو آیا ہی اس لئے تھا۔ کہ آپ کو ذلت کی حالت میں دیکھے۔ اس نے جب دیکھا۔ کہ آپ کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو برداشت نہ کرتے ہوئے اس نے

کپتان ڈگلس ڈپٹی کمشنر سے سوال

کیا۔ کہ مجھے بھی کرسی دی جائے۔ اس نے یہ خیال کیا۔ کہ جب مجرم کے لئے کرسی بچھائی جاتی ہے۔ تو گواہ کو کیوں کرسی نہیں ملے گی۔ مگر کپتان ڈگلس نے جب یہ بات سنی۔ تو اسے سخت غصہ آیا۔ اور اس نے غضبناک ہو کر کہا تجھے کرسی نہیں ملے گی۔ مولوی محمد حسین صاحب نے کہا۔ میرے باپ کو لاٹ صاحب کے دربار میں کرسی ملا کرتی تھی۔ مجھے بھی کرسی دی جائے۔ میں

اہلحدیث کا ایڈووکیٹ

ہوں۔ اور میرا حق ہے۔ کہ مجھے کرسی ملے۔ تب کپتان ڈگلس نے کہا۔ بک بک مت کر پیچھے ہٹ اور سیدھا کھڑا ہو جا۔ اب بجائے اس کے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تذلیل دیکھتا۔ خدا تعالےٰ نے اسے ذلیل کر دیا۔ پھر یہ تو کمرے کے اندر کا واقعہ تھا۔ جب مولوی صاحب باہر نکلے۔ تو لوگوں کو یہ دکھانے کے لئے کہ گویا اندر بھی انہیں کرسی ملی ہے برآمدے میں ایک کرسی پڑی تھی۔ اس پر بیٹھ گئے۔ لیکن چونکہ نوکر وہی کچھ کرتے ہیں۔ جو وہ اپنے آقا کو کرتے دیکھتے ہیں۔ چپڑاسی نے جب دیکھا۔ کہ مولوی صاحب کو اندر تو کرسی نہیں ملی۔ اور اب برآمدے میں کرسی پر آبیٹھے ہیں۔ اسے خیال آیا۔ کہ اگر صاحب بہادر نے دیکھ لیا۔ تو وہ مجھ پر ناراض ہو گا۔ وہ دوڑا دوڑا آیا۔ اور کہنے لگا۔ آپ کو یہاں پر بیٹھنے کا حق نہیں۔ اٹھ جائیے۔ اس طرح باہر کے لوگوں نے بھی دیکھ لیا۔ کہ مولوی صاحب کی عدالت میں کتنی عزت ہوئی۔ مولوی صاحب اس پر غصہ میں جل بھن کر آگے بڑھے۔ تو کسی شخص نے زمین پر چادر بچھائی ہوئی تھی۔ اس پر بیٹھ گئے۔ مگر اتفاق کی بات ہے۔ چادر والا بھی جھٹ آپہنچا۔ اور کہنے لگا

میری چادر چھوڑ دو

یہ تمہارے بیٹھنے سے پلید ہوتی ہے۔ کیونکہ تم ایک مسلمان کے خلاف عیسائیوں کی طرف سے عدالت میں گواہی دینے آئے ہو۔ تو یاد رکھو اللہ تعالےٰ کی طرف سے جب نصرت آتی ہے۔ تو کوئی شخص اسے روک نہیں سکتا۔ پولیس کے افسر اور سپاہی کیا۔ بڑے سے بڑے آدمی کی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور ایک سیکنڈ میں اللہ تعالےٰ دشمنوں کو ہلاک کر سکتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ کے حضور جھکو۔ اور اسی سے دعائیں کرو۔ ہاں مومنوں کے لئے

ابتلاؤں کا آنا

بھی مقدر ہوتا ہے۔ سو اگر صبر سے کام لو گے۔ اور دعائیں کرو گے۔ تو اللہ تعالیٰ ان ابتلاؤں کو دور کر دے گا۔ ابتلاؤں کا آنا

ایمان کی علامت

ہوتی ہے۔ اور ان کی وجہ سے انسان بہت سی ترقیات حاصل کر لیتا ہے۔ مگر پھر بھی چونکہ ابتلاؤں کی برداشت مشکل ہوتی ہے اس لئے یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ ابتلا آنے پر انسان خوش ہو۔ بلکہ

مومن کا کام

یہ ہے۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کے حضور جھکے۔ اور اسی کے حضور گڑگڑائے اور کہے۔ کہ خدایا مجھ میں ابتلاؤں کے برداشت کی طاقت نہیں۔ تو اپنے فضل سے انہیں دور فرما دے۔ اور گو ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم بہادری دکھائیں۔ اور ابتلاؤں کے آنے پر صبر کریں۔ اور اگر

صبر کا دامن

کسی وقت ہاتھ سے چھوٹ جائے۔ تو ہم سچائی سے کام لیں۔ مگر ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم اللہ تعالےٰ سے دعائیں کریں۔ کہ جو کچھ ہو رہا ہے۔ اگر یہ تیری طرف سے ہے۔ تو ہم کمزور بندے ہیں۔ ہم پر رحم فرما۔ اور اگر یہ ابتلاء ہمارے

گناہوں کی وجہ سے

ہیں۔ تو ہمارے گناہ بخش دے ؛

یہ آپ لوگوں کا کام ہے۔ جب تک آپ اس پر عمل نہیں کرتے۔ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں پسندیدہ نہیں ہو سکتے۔ اور اگر آپ اس پر عمل کریں گے۔ تو پھر آپ کو کسی سے خوف نہیں ہو سکتا۔ نہ حکومتوں سے نہ رعایا سے ؛

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک عام مومن

دو مخالفوں پر بھاری

ہوتا ہے۔ اور اگر اس سے ترقی کرے۔ تو ایک مومن ۱۰ پر بھاری ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس سے بھی ترقی کرے۔ تو صحابہؓ کے طرز عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان میں سے ایک ایک نے ہزار کا مقابلہ کیا ہے۔ ہماری جماعت مردم شماری کے رو سے پنجاب میں

چھپن ہزار

ہے۔ گو یہ بالکل غلط ہے۔ اور صرف اسی

ضلع گورداسپور میں تیس ہزار احمدی

ہیں۔ مگر فرض کر لو کہ یہ تعداد درست ہے۔ اور فرض کر لو۔ کہ باقی تمام ہندوستان میں ہماری جماعت کے ۲۰ ہزار افراد رہتے ہیں۔ تب بھی یہ ۷۵ - ۷۶ ہزار آدمی بن جاتے ہیں۔ اور اگر ایک احمدی سو کے مقابلہ میں بھی رکھا جائے۔ تو ہم ۷۵ لاکھ کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور اگر ایک ہزار کے مقابل پر ہمارا ایک آدمی ہو۔ تو ہم

ساڑھے سات کروڑ کا مقابلہ

کر سکتے ہیں۔ اتنی ہی تعداد دنیا کے تمام مسلمانوں کی ہے۔ پس سارے مسلمان ملکر بھی

جسمانی طور پر

ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہم ان پر بھاری ہیں۔ پھر آج کل تو جسمانی مقابلہ ہے ہی نہیں۔ اس لئے اس لحاظ سے بھی ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ؛

اس میں شبہ نہیں

گورنمنٹ کے بعض افسر

ان کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں۔ مگر میرا تجربہ یہی ہے کہ گورنمنٹ کے افسروں میں سے اکثریت شرفاء کی ہے۔ اور ان سے جب بھی اس قسم کی

فتنہ انگیزیوں کا ذکر

کیا جائے۔ وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم ان سے بیزار ہیں۔ پس جن سے ہمیں خطرہ ہو سکتا ہے ان میں سے بھی دس میں سے ایک نکلیگا جو

عمداً نقصان پہنچانے کا ارادہ

رکھتا ہو۔ ورنہ دس میں سے نو اعلیٰ کیرکٹر کے ہونگے۔ ممکن ہے۔ کبھی ان میں سے بھی کوئی مخالفت کی رو میں بہہ جائے مگر جلدی ہی ایسے لوگوں میں بیداری پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی حال سکھوں اور ہندوؤں کا ہے۔ اکثریت ان میں شریفوں کی ہے۔ کبھی وہ مخالفت کی رو میں بہہ جائیں تو بہہ جائیں ورنہ

دس میں سے نو شریف

ہوتے ہیں۔ پس کتنے مخالف ہیں۔؟ جن کا تمہیں مقابلہ کرنا ہے افسروں میں سے گو بعض معمولی کیرکٹر کے ہوتے ہیں۔ بد اخلاق ہوتے ہیں اور انہیں دوسرے کو دکھ دینے میں مزا آتا ہے۔ مگر اکثر ایسے ہوتے ہیں۔ جو اپنے

دل میں خدا کا خوف

رکھتے ہیں۔

اگر دنیا میں شرارت ہی شرارت ہو۔ اور نیکی بالکل مفقود ہو جائے۔ تو خدا تعالےٰ دنیا کو قائم بھی نہ رکھے۔ اسے مٹا ڈالے۔ مگر یہ درست نہیں۔ کہ دنیا میں نیکی کے مقابلہ میں شرارت زیادہ ہے۔ ہر انسان میں کچھ نہ کچھ

نیکی کا بیج

ہوتا ہے۔ گو بعض اسے مٹا دیتے ہیں۔ مگر اکثر اپنے دل میں اسے قائم رکھتے ہیں جو معمولی سے چھینٹے سے بھی نشوونما پانے لگ جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ نہ بھی ہو۔ تب بھی افسر کیا اور ماتحت کیا۔ سب خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔ اور اگر ہم خدا تعالیٰ کی جماعت ہیں تو ہماری ذلتیں عزتوں میں بدل جائیں گی اور ہماری شکستیں

فتح اور کامرانی کی صورت

اختیار کرلیں گی۔ پس ہمیں خدا تعالیٰ پر توکل اور یقین رکھنا چاہیئے۔ ایسے حالات میں شریعت نے ہمیں جو طریق بتائے ہیں۔ وہ یہی ہیں کہ ہم۔ صبر۔ صدق۔ صوم اور صلوٰۃ سے کام لیں۔ یہ

چار صاد

ہیں جن کے ذریعہ انسان ہر ایک خطرہ سے محفوظ ہو جاتا ہے اگر انسان انہیں اختیار کرلے۔ تو دشمن یا تو دوست بن جاتا ہے یا اپنے مقاصد میں ناکام رہ کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ پس وہ دوست جو مجھ سے اگر پوچھتے ہیں۔ کہ ہم کیا کریں۔

میری نصیحت

انہیں یہی ہے۔ کہ صبر سے کام لو۔ اور اگر کبھی صبر کا دامن کسی کے ہاتھ سے چھوٹ جائے۔ تو پھر صدق سے کام لو اسی طرح صوم وصلوٰۃ سے کام لو۔ روزے رکھو اور دعائیں کرو نمازیں پڑھو اور دعائیں کرو۔ تمہارا روزے رکھنا اور تمہارا اپنے دل میں درد پیدا کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرلے گا۔ تمہارا درد ایسا نہیں ہوگا۔ کہ اسے دیکھ کر خدا تعالیٰ خاموش رہے۔ بلکہ احادیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب

مومن کے دل میں درد

پیدا ہوتا ہے۔ تو اس سے

عرش الٰہی

کانپ اٹھتا ہے۔ اور وہ بس نہیں کرتا۔ جب تک اپنے بندے کے غم کو دور نہیں کر دیتا۔ تم نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ کہ ایک بچہ روئے مگر اس کی ماں اسے دودھ نہ پلائے۔ چیخے اور اس کی طرف توجہ نہ کرے۔ پھر تم کیوں

خدا پر بدظنی

کرتے ہو۔ اور یہ سمجھتے ہو کہ اگر تم خدا تعالےٰ کے حضور گریہ وزاری سے کام لوگے۔ تو وہ تمہاری طرف توجہ نہیں کرے گا۔ تم اپنے دل میں

درد پیدا کرو

کہ اس کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ کی رحمت جوش میں آئے گی اور وہ نہیں رکے گا۔ جب تک کہ تم خود نہ کہو گے۔ کہ اے خدا اب ہماری تسلی ہو گئی۔

نہایت ضروری اعلان

قابل توجہ جماعت ہائے احمدیہ

نظارت اعلیٰ سے بروقت اپریل کے شروع میں ہی اعلان کر دیا گیا تھا۔ کہ تمام جماعت کے عہدہ داروں کی میعاد ۳۰ اپریل ۳۴ء کو ختم ہو جائے گی۔ اس لئے جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ نئے عہدہ داران کا انتخاب کر کے فہرستیں ۳۰ اپریل ۳۴ء تک نظارت اعلیٰ میں بھیج دیں۔ تاکہ ان کی منظوری دی جائے۔ میرے اس اعلان کی تعمیل اب تک بہت تھوڑی سی جماعتوں نے کی ہے۔ جن کی فہرست شائع کی جا رہی ہے۔ اور بیشتر حصہ جماعتوں کا اب تک خاموش ہے حالانکہ اس اعلان کا تین بار متواتر اخبار میں اعادہ کیا گیا تھا۔ اور کام ایسا نہیں تھا۔ کہ جماعتوں کو اس کے لئے بار بار یاد دہانی کرانے کی ضرورت ہوتی۔ اب میں پھر ایک مرتبہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ جن جماعتوں کا نام مندرجہ ذیل فہرست میں نہیں ہے۔ وہ اپنے عہدہ داروں کا ۳۰ اپریل ۳۵ء تک کے لئے انتخاب کر کے ۳۰ جون تک دفتر ہذا میں فہرستیں پہونچا دیں۔ تاکید ہے۔

پنجاب:۔ گجرات۔ کھاریاں۔ فتح پور۔ گولیکی۔ قصور۔ لاہور چھاؤنی۔ گنج۔ امین آباد۔ گوجرانوالہ۔ فیروز والہ۔ راولپنڈی ملتان۔ لودھراں۔ خانیوال۔ آنبہ چک نمبر ۹۔ سید والہ ننکانہ صاحب۔ شیخوپورہ۔ چک نمبر ۹۸۔ چک نمبر ۳۵ خوشاب سرگودہا۔ میانوالی خانوانی۔ سیالکوٹ۔ وزیرآباد۔ کریم پور [illegible] لدھیانہ۔ انبالہ۔ دہلی۔ پٹیالہ۔ سانسہ۔ سامانہ۔ منٹگمری فیروزپور شہر۔ فیروزپور چھاؤنی۔ لائلپور۔ جالندھر چھاؤنی۔ امرتسر۔ پٹھان کوٹ۔ احمدی پور۔ بستی گوکھووال۔

صوبہ سرحد:۔ پشاور۔ مالاکنڈ۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ ٹوپی۔ سرائے نورنگ۔ ڈسٹرکٹ انجمن احمدیہ ہزارہ

صوبہ بہار اڑلیسہ:۔ سونگھڑہ۔ مظفر پور۔ بہرہ پور پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ بہار۔

ریاست حیدرآباد:۔ حیدرآباد۔

یو۔پی:۔ بنارس چھاؤنی۔ سہارنپور۔ لکھنؤ۔

بنگال:۔ کلکتہ۔

سندھ:۔ سکھر۔ گوٹھ مہر یوٹا چک نمبر ۲۷ الف۔ کوٹ احمدیاں چک نمبر ۱۱۔

کشمیر:۔ پونچھ۔ کنوئیاں۔ **بلوچستان**:۔ کوئٹہ ص۳

ص۳ **افریقہ**:۔ زنجبار۔ دارالسلام۔ نیروبی۔

یہ ان جماعتوں کی فہرست ہے۔ جن کے عہدہ داروں کی منظوری دے کر اعلان کیا جا چکا ہے۔ ان کے علاوہ مندرجہ ذیل جماعتوں کے عہدہ داروں کی منظوری کے کاغذات زیر غور ہیں۔ عنقریب ان کے متعلق بھی اعلان کر دیا جائے گا۔

چکوال۔ جہلم۔ سوک کلاں۔ کاٹھ گڑھ۔ کریام۔ لاہور۔ قلعہ صوبا سنگھ۔ نور محل مشمولہ۔ مصریح وکوڑہ۔ کوہ مری۔ چک نمبر ۹۹ شمالی بھوماں وڈالہ۔ کراچی۔ پونہ۔ کیرنگ۔ پٹنہ۔ بیگو سرائے۔ ص۴

الہ آباد۔ پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ سرحد۔ رزمک۔ نوشہرہ۔ ضلع پشاور۔ مونگھیر۔ نواب شاہ (سندھ) شملہ۔ سنور۔ (ناظر اعلیٰ۔ قادیان)

مراسلات

غیر مبائعین کے آئین اخلاق و شرافت

مجھے جب کبھی اخبار پیغام صلح لاہور کے دیکھنے کا موقعہ ملا ہر دفعہ غیر مبائعین کے "آئین اخلاق اور شرافت" کے نمونے پڑھ کر از حد رنج ہوا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ یہی حالت دیگر قارئین اخبار مذکور کی ہوگی۔ حال میں جب مجھے ۷ جون کا پرچہ دیکھنے کا موقع ملا۔ تو صفحہ ۲ کی حسب ذیل ابتدائی سطور کے مطالعہ کے بعد میری حیرت اور افسوس کی کوئی حد نہ رہی۔

"اس سے قبل جناب میاں صاحب ہمیں "منافق" دنیا کی بدترین قوم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اب "شر" ہوا۔ اور باسی سالن" قرار دیا ہے ہمیں" آئین اخلاق و شرافت کا پاس ہے۔ اس لئے ہم موصوف کی اس تازہ نوازش پر ان کا شکریہ ادا کرنے کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں"۔

لیکن اسی اخبار کے صفحہ ۷ سے "وبالاخرۃ ھم یوقنون کی محمودی تفسیر اور اجرائے وحی نبوت کا فتنہ عظیمہ" کے عنوان سے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے۔ اس کی ذیلی سرخیاں ہی بتا رہی ہیں۔ کہ اس مضمون میں کس قسم کی شرافت سے کام لیا گیا ہے۔ ان میں سے چند سرخیاں ملاحظہ ہوں۔

(۱) قادیانیوں کی فریب کاری
(۲) خلیفہ قادیان کے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ کفر عظیم کے مرتکب تھے
(۳) غلو کی وجہ شوق خلافت ہے
(۴) حضرت مسیح موعودؑ کو آنحضرت صلعم سے افضل قرار دینے کی جسارت
(۵) خلیفہ قادیان اپنے وضع کردہ اصولوں کے بھی پابند نہیں
(۶) حضرت نبی کریمؐ کی انتہا درجہ کی توہین
(۷) قادیانیوں کا حضرت مسیح موعودؑ پر ظلم و افتراء

یہ مشتے نمونہ از خروارے چند ایک "آئین اخلاق و شرافت کا پاس کرنے والی" قوم کے بزرگ ڈاکٹر صاحب کے مضمون کی سرخیاں ہیں۔ ناظرین کرام غور فرمائیں۔ کہ جس مضمون کی سرخیاں ایسی اشتعال انگیز۔ دل آزار اور مفتریانہ ہوں۔ وہ مضمون کیسا ہوگا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے حقیقت پر مبنی چند ایک الفاظ کے مقابلہ میں یہ عنوان کس نظر سے دیکھے جانے کے قابل ہیں۔

یہ ہے ان لوگوں کے قبلہ کی شرافت جو جماعت احمدیہ کو آئین شرافت بتانے کا دعوےٰ کرتے ہیں ؛

قمر از ننکانہ

جماعت احمدیہ حافظ آباد کا پہلا سالانہ جلسہ

اور

کامیاب مناظرہ

اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ اس نے جماعت احمدیہ حافظ آباد کو پہلا سالانہ جلسہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس جلسہ کے اخراجات میں جماعتہائے پیر کوٹ۔ پریم کوٹ۔ مانگٹ اونچے بھا کا بھٹیاں نے بھی حصہ لیا۔ جلسہ دو روز ۲۶-۲۷ مئی ہوا ہر اجلاس میں ہر مذہب و ملت کے اور ہر طبقہ کے لوگ شامل ہوتے رہے۔

۲۶ مئی صبح کے اجلاس میں محمد اسمٰعیل صاحب خادم مسجد احمدیہ گوجرانوالہ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات کے متعلق اور شیخ عبد القادر صاحب مولوی فاضل نے "اسلام عالمگیر مذہب ہے" پر نہایت دلچسپ تقریر کی۔ دوسرے اجلاس میں حافظ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل اور شیخ عبد القادر صاحب نے جماعت احمدیہ کی خدمات اور اجرائے نبوت پر علی الترتیب موثر تقاریر فرمائیں۔ تیسرے اجلاس میں مہاشہ محمد عمر صاحب مولوی فاضل اور گیانی واحد حسین صاحب نے اسلام اور ویدک دھرم پر نہایت عمدہ تقاریر کیں

دوسرے روز پہلے اجلاس میں شیخ عبد القادر صاحب مولوی فاضل نے اسلام اور عیسائیت پر مدلل تقریر فرمائی۔ پھر اسلام اور آریہ مذہب پر نہایت وضاحت سے روشنی ڈالی۔ بعد ازاں گیانی واحد حسین صاحب نے اسی مضمون پر پنجابی زبان میں تقریر کی۔ ایک آریہ پنڈت مسمی تلسی رام صاحب ٹیچر آریہ ہائی سکول حافظ آباد نے اعتراضات کے لئے وقت مانگا۔ جو کہ دیا گیا۔ انہوں نے کہا۔ یہ غلط ہے۔ کہ وید تین ہیں۔ بلکہ وید چار ہیں جس کے جواب میں مہاشہ صاحب نے کئی ایک حوالوں سے تین وید ثابت کئے۔ بعد ازاں گیانی واحد حسین صاحب نے باوا نانک علیہ الرحمت کا مذہب سکھوں کی کتب سے اسلام ثابت کیا۔ گیانی صاحب کی تقریر کے دوران میں ایک سکھ صاحب نے وقت مانگا۔ جو دیا گیا۔ لیکن وہ سٹیج پر نہ آئے۔

دوسرا اجلاس حنفیوں سے مناظرہ کی وجہ سے ۳ بجے شروع کیا گیا۔ پہلا مناظرہ حیات و وفات مسیح ناصری علیہ السلام پر اور دوسرا مناظرہ صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہوا۔ پہلے مناظرہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے حافظ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل اور حنفیوں کی طرف سے مولوی محمد حسین صاحب مولوی فاضل کولوتارڑ وی کھڑے ہوئے حافظ صاحب نے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے اٹھارہ زبردست دلائل وفات مسیح ناصری علیہ السلام پر دیئے۔ لفظ توفی کے معنی نہایت واضح طور پر حاضرین کے سامنے پیش کئے۔ اور فرمایا۔ کہ قرآن کریم میں جہاں اللہ فاعل ہو۔ اور ذی روح مفعول بہ ہو۔ تو توفی کے معنی سوائے قبض روح کے اور کوئی نہیں۔ اور یہ چیلنج دیا۔ کہ اگر مولوی محمد حسین صاحب اس کے خلاف ثابت کریں۔ تو وہ علاوہ ہزار روپیہ انعام مقرر کردہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دس روپے اپنی گرہ سے اسی وقت دینے کو تیار ہیں لیکن کولوتارڑوی مولوی صاحب بالکل ثابت نہ کر سکے۔

دوسرا مناظرہ صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر شروع ہوا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے گجراتی اور حنفیوں کی طرف سے لال حسین اختر کھڑے ہوئے۔ مناظرہ کی شرائط میں دو شرطیں یہ بھی تھیں۔ کہ مناظرین دائرہ تہذیب کے اندر رہیں گے۔ اور دوم شور و شر ڈالنے والی جماعت شکست خوردہ سمجھی جائے گی۔ لیکن لال حسین اختر نے ابتدائی جوابی تقریر میں ہی گند بکنا شروع کر دیا۔ جس پر خادم صاحب نے حنفیوں کے صدر کو توجہ دلائی۔ مگر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اور حنفی تالیاں بجاتے۔ اور شور بھی برپا کرتے رہے۔ جس سے سعید الفطرت سامعین پر اچھا اثر ہوا۔ اور انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ حنفی شرائط مناظرہ کی پابندی نہیں کر رہے اور گرے ہوئے اخلاق کا ثبوت دے رہے ہیں۔ آخر حنفیوں کے صدر نے بہت رد و کد کے بعد اپنے مناظر کو احاطہ تہذیب میں رہنے کی ہدایت کی۔ مگر اس کی کوئی پرواہ نہ کی گئی۔ خدا کے فضل و کرم سے جلسہ اور ہر دو مناظرے نہایت کامیاب ہوئے ؛

خاکسار حکیم محمد اسمٰعیل انسپکٹر تبلیغ
تحصیل حافظ آباد

جماعت احمدیہ انبالہ کا جلسہ ملتوی

اخبار "الفضل" مورخہ ۱۴ جون میں جلسوں کا اعلان شائع ہوا ہے۔ اس میں نمبر ۱۴ پر انبالہ کا جلسہ درج ہے۔ چونکہ بوجہ چند وجوہات جلسہ ملتوی کیا گیا ہے۔ لہذا اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ۲۹-۳۰ و یکم جولائی ۱۹۳۴ء کو انبالہ میں جماعت احمدیہ کا جلسہ نہیں ہوگا ؛

خاکسار محمد بخش سکرٹری تبلیغ انبالہ شہر

الفضل کے سالانہ وی پی

یکم جولائی سے الفضل کی نئی جلد شروع ہوتی ہے۔ اور چونکہ الفضل کی جلد اول کا نمبر اول ۱۸ جون سے شروع ہوا تھا۔ اس لئے اکثر خریداران الفضل کا چندہ ۱۸ جون ہی کو ختم ہوتا ہے۔ لہذا ذیل میں ان احباب کی فہرست شائع کی جاتی ہے۔ جن کا چندہ ۱۶ جون سے ۱۵ جولائی تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ مہربانی فرما کر اپنا نام دیکھ لیں۔ اگر آپ کا چندہ ختم ہے۔ یا ختم ہو رہا ہے تو بذریعہ منی آرڈر یا بوساطت محاسب آئندہ کے لئے مبلغات ارسال فرما دیں۔ ورنہ ہم جولائی کے ہفتہ اول میں وی پی کر دیں گے۔ جو ۵ آنے زائد خرچ کر کے آپ کو وصول کرنا ہوگا۔ اس موقعہ پر ضرورت ہے۔ کہ احباب کرام تھوڑی سی تکلیف اٹھا کر بھی الفضل کی خریداری جاری رکھیں۔ اور چندہ ادا فرمائیں۔ تا کہ سالانہ خریدار برابر چلتے رہیں بلکہ دوسرے بھائیوں کو بھی خریدار بننے کی تحریک فرمائیں۔

(منیجر الفضل)

نمبر خریداری	نام
۶۱	چوہدری غلام احمد صاحب
۸۹	ڈاکٹر کرم الہی صاحب
۱۲۹	حکیم محمد قاسم صاحب
۱۴۵	ایچ ایم عبدالوحید صاحب
۱۷۳	بابو عبدالرحمن صاحب
۲۰۳	ڈاکٹر سید محمد اسمٰعیل صاحب
۲۱۰	ماسٹر خیر الدین صاحب
۲۱۳	بابو محمد عثمان صاحب
۲۱۴	بابو محمد ... خان صاحب
۲۵۵	منشی خدا بخش ... صاحب
۲۶۷	میاں محمد غوث صاحب
۲۸۶	مولوی غلام نبی صاحب
۲۷۶	عبدالغفار خان صاحب
۳۲۹	مولوی غلام اکبر خان صاحب
۳۹۵	منشی ... حسین صاحب
۴۰۷	سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب
۴۱۵	مولوی رفیع الدین احمد صاحب
۴۹۴	مرزا حسین بیگ صاحب
۵۰۴	میاں سلیمان صاحب
۴۲۰	خواجہ غلام الدین خانصاحب
۵۵۱	مرزا غلام نبی نازر صاحب
۸۰۰	مولوی نیاز محمد صاحب
۸۰۳	سید ظہور الحسن صاحب
۹۷۵	میاں خوشی محمد صاحب
۱۰۵۳	منشی محمد یزدانی صاحب
۱۱۰۵	حاجی عبدالقادر صاحب
۱۲۸۵	چوہدری غلام جیلانی صاحب
۱۳۲۶	ایم محمد رفیع صاحب
۱۳۳۳	مبارک احمد صاحب
	حشمت اللہ صاحب
۱۴۸۴	ایم نازی الدین
	محمد یوسف صاحب
۱۵۱۵	ایچ ... شاہ صاحب
۱۵۴۵	حیات محمد صاحب
۱۶۴۰	میاں ... صاحب
۱۷۳۲	چوہدری عبدالمالک صاحب
۱۷۴۳	سید عباس علی شاہ صاحب
۱۷۸۱	میاں جان محمد صاحب
۱۷۸۶	سید نفیس محمد شاہ صاحب
۱۸۱۷	بابو اللہ بخش صاحب
۱۸۳۶	عبدالستار صاحب
۱۸۴۸	منشی بلند خان صاحب
۱۹۱۱	جان محمد صاحب
۱۹۳۱	شیخ محمد حسین صاحب
۲۰۰۲	میاں نصیر الدین صاحب
۲۰۱۲	حافظ عبدالجلیل خانصاحب
۲۰۴۴	منشی فیض محمد صاحب
۲۱۷۲	کریم داد خان صاحب
۲۱۷۴	میر کلیم اللہ صاحب
۲۲۰۵	چوہدری محمد حیات خانصاحب
۲۲۴۳	ڈاکٹر محمد عمر صاحب
۲۲۷۰	محمد عبدالرشید خانصاحب
۲۴۰۹	خانزادہ ممتاز علی صاحب
۲۴۹۸	عنایت حسین خانصاحب
۲۶۳۲	وزیر علی صاحب
۲۶۵۵	عطاء اللہ صاحب
۲۶۷۵	بابو محمد شفیع صاحب
۲۷۱۷	میاں غلام نبی صاحب
۲۷۳۰	میر امام بخش صاحب
۲۷۴۵	چوہدری عطا محمد صاحب
۲۷۶۰	میاں احمد الدین صاحب
۲۷۸۱	مہدی حسن صاحب
۲۹۱۴	ڈاکٹر پیر بخش صاحب
۲۹۴۷	خانصاحب محمد داد صاحب
۳۲۲۴	روشن دین صاحب
۳۲۱۳	مولوی مبارک علی صاحب
۳۳۰۴	منشی عبدالعزیز صاحب
۳۵۲۹	شمس الدین صاحب
۳۵۸۳	عبدالرحمن صاحب
۳۷۰۶	چوہدری مولا بخش صاحب
۳۷۶۴	مرزا اکبر بیگ صاحب
۳۷۸۹	محمد امین صاحب
۳۹۰۵	چوہدری مولا بخش صاحب
۴۰۱۱	شیخ محمد کرم الہی صاحب
۴۰۱۳	چوہدری فضل الہی صاحب
۴۰۱۶	شیخ فضل الرحمن صاحب
۴۰۲۲	چوہدری جلال الدین صاحب
۴۱۷۲	محمد اقبال حسین صاحب
۴۱۸۳	محمد ابراہیم صاحب
۴۱۸۹	بابو فضل الہی صاحب
۴۳۰۳	عزیز سو مبر خان صاحب
۴۶۲۴	خیر الدین سراج
۴۶۶۹	سید غلام رسول صاحب
۴۷۷۱	احمد خان صاحب
۴۹۲۵	عبدالرحیم صاحب
۵۱۰۷	محمد تقی صاحب
۵۲۱۵	اعزاز اللہ صاحب
۵۲۳۲	محبوب عالم صاحب
۵۲۸۱	مولوی محمد کریم صاحب
۵۳۰۶	عبداللطیف صاحب
۵۳۵۳	ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب
۵۳۹۷	محمد اسمٰعیل صاحب
۵۴۸۰	محمد عبداللہ صاحب
۵۵۲۳	رحمت اللہ صاحب
۵۵۵۱	برکت علی صاحب
۵۵۸۰	چوہدری عبداللہ خان
۵۵۹۶	رحمت اللہ صاحب
۵۸۳۰	مسٹر ناصر الدین صاحب
۵۸۴۹	علی بخش صاحب
۶۰۲۶	رسالدار حاکم علی خان
۶۱۰۶	بابو مولا بخش صاحب
۶۱۲۰	گلزار احمد صاحب
۶۲۰۶	شیخ محمد حسین صاحب
۶۲۳۰	سید غلام حسین صاحب
۶۲۳۳	سردار بہادر خانصاحب
۶۳۴۷	الہ الدین صاحب
۶۳۸۷	محمد اسمٰعیل صاحب
۶۳۹۸	سیٹھ ابراہیم یوسف صاحب
۶۵۱۱	غلام مصطفیٰ خان صاحب
۶۵۵۴	سید سردار شاہ صاحب
۶۶۵۸	کریم بخش صاحب
۶۷۸۶	عبدالرحیم صاحب
۶۸۲۵	ڈاکٹر احمد الدین صاحب
۶۸۲۸	محمد ابراہیم صاحب
۶۹۰۳	عبدالحلیم صاحب
۶۹۱۶	امیر محمد خان صاحب
۶۹۲۰	ملک بہادر خان صاحب
۷۰۸۲	ولی اللہ صاحب
۷۰۹۸	نور محمد صاحب
۷۲۲۱	سید موسیٰ رضا صاحب
۷۲۴۵	محمد رحیم الدین صاحب
۷۲۵۶	محمد اکبر صاحب
۷۳۵۵	ملک شیر بہادر خانصاحب
۷۴۱۱	شیخ علی گوہر صاحب
۷۴۴۳	اخوند غلام حسین صاحب
۷۵۲۳	عبدالرحیم صاحب
۷۵۴۶	منشی محمد یعقوب صاحب
۷۶۸۷	چوہدری فیروز الدین صاحب
۷۷۲۵	ایم نادر خان صاحب
۷۷۲۶	فیض احمد صاحب
۷۷۴۳	اے آر صوفی صاحب
۷۷۸۷	میاں عطاء اللہ صاحب
۷۷۹۰	محمد صادق صاحب
۷۹۲۸	سید سعید احمد صاحب
۷۹۷۵	مولوی محمد عبداللہ صاحب
۷۹۸۰	شیخ محمد عبداللہ صاحب
۸۰۰۰	ارشاد علی صاحب
۸۰۰۵	عطاء الہی صاحب
۸۰۰۶	حاجی علی محمد صاحب
۸۱۴۰	ڈاکٹر محمد الدین صاحب
۸۱۴۲	عبدالحق صاحب
۸۲۴۲	ملک تجمل احمد صاحب
۸۲۶۲	محمد عبدالحق صاحب
۸۳۱۰	امام الدین صاحب
۸۳۱۸	میر فیروز الدین صاحب
۸۳۱۹	خواجہ محمد شفیع صاحب
۸۳۶۸	محمد شفیع صاحب
۸۴۲۷	خواجہ حفیظ اللہ صاحب
۸۴۶۶	غلام نبی صاحب
۸۴۷۲	ملک کرم الہی صاحب
۸۵۰۸	شیخ عبدالحمید صاحب
۸۵۷۵	میاں عبدالعزیز صاحب
۸۵۴۳	نصر اللہ خان صاحب
۸۵۸۶	ایچ حمید صاحب
۸۶۰۳	فقیر عبداللہ صاحب
۸۶۹۷	مسٹر رفیع الزمان صاحب
۸۶۱۴	احمد الدین صاحب
۸۶۶۳	بابو غلام حسین صاحب
۸۶۷۴	سید محمود علی شاہ صاحب
۸۶۸۳	بشیر احمد شاہ صاحب
۸۶۹۰	غلام حسین صاحب
۸۷۳۰	صلاح الدین احمد صاحب
۸۷۴۶	چوہدری امداد علی صاحب
۸۷۷۳	شیخ خادم حسین صاحب
۸۷۸۹	میاں محمد یوسف صاحب
۸۷۹۱	محمد عباس صاحب
۸۷۹۷	امام الدین صاحب
۸۸۰۳	محمد یعقوب خان صاحب
۸۸۰۶	محمد مشتاق احمد صاحب
۸۸۰۷	ڈاکٹر عبدالحمید صاحب
۸۸۱۸	عبدالغنی صاحب
۸۸۲۴	احمدیہ لائبریری
۸۸۳۵	حاجی محمد ابراہیم صاحب
۸۸۳۸	شیخ مشتاق حسین صاحب
۸۸۵۷	منشی محمد عالم صاحب
۸۸۸۱	چوہدری غلام محمد صاحب بی اے
۸۹۰۷	عبدالغنی و عبدالرزاق
۸۹۹۶	سید محبوب عالم صاحب
۹۰۵۹	میاں محمد سلطان صاحب
۹۰۸۱	شیخ محمد علی صاحب
۹۱۰۳	فیض محمد صاحب
۹۱۱۴	منشی محمد حسین صاحب
۹۱۲۰	علم الدین صاحب
۹۱۲۳	محمد حسین خان صاحب
۹۱۲۷	محمد علی انور صاحب
۹۱۳۶	محمد سعید صاحب
۹۱۴۳	رانا فیض محمد صاحب
۹۱۸۳	انعام اللہ صاحب
۹۲۱۱	غلام محمد صاحب
۹۲۱۲	ایم اے سبحان صاحب
۹۲۲۴	سیکرٹری دیندار انجمن
۹۲۸۷	غلام احمد صاحب
۹۲۸۸	سید محمد مسعود صاحب
۹۳۰۲	محمد شفیع صاحب
۹۳۲۳	شیخ اسمٰعیل صاحب
۹۳۲۵	غلام صمدانی خادم صاحب

۹۳۳۶ چوہدری عبدالحی خانصاحب
۹۳۵۱ بابو شکر الٰہی صاحب
۹۳۶۶ نذیر محمد خان صاحب
۹۳۷۳ حکیم انور حسین صاحب
۹۳۷۶ عبدالسلام صاحب
۹۳۷۹ راجہ خان بہادر صاحب
۹۳۸۰ پیر جی عبدالحمید صاحب
۹۳۸۳ کنیزہ صاحبہ
۹۳۸۸ مولوی خلیل الرحمن صاحب
۹۳۹۰ کے عبدالحمید خانصاحب
۹۳۹۲ علی حیدر خان صاحب
۹۳۹۸ چوہدری محمد شریف صاحب
۹۴۰۷ چوہدری اللہ رکھا صاحب
۹۴۱۰ یعقوب برادرس
۹۴۱۱ محمد ابراہیم صاحب
۹۴۴۴ چوہدری مہر الدین صاحب
۹۴۵۳ چوہدری علی محمد صاحب
۹۴۶۸ غلام مرتضیٰ خانصاحب
۹۴۸۵ عنایت اللہ صاحب
۹۵۰۵ شیخ محمد حسین صاحب
۹۵۰۸ مستری محمد دین صاحب
۹۵۰۹ محمد رمضان صاحب
۹۵۱۷ غلام رسول صاحب
۹۵۲۶ خانصاحب عبدالعلیم صاحب
۹۵۴۸ حاجی اے کے احمدی
۹۵۸۷ مولوی عبدالماجد صاحب
۹۶۰۱ شیخ اقبال الدین صاحب
۹۶۰۸ چوہدری محمد اسحٰق صاحب
۹۶۰۹ محمود احمد ناصر صاحب
۹۶۱۳ فیروز الدین صاحب
۹۶۲۰ چوہدری محمد الدین صاحب
۹۶۲۲ لفٹنٹ ایجوٹنٹ ہادی علی صاحب
۹۶۲۳ غلام محمد صاحب
۹۶۲۶ شیخ میاں خان صاحب
۹۶۲۸ محمد ابراہیم صاحب
۹۶۳۱ بابو محمد عبداللہ صاحب
۹۶۳۸ عنایت اللہ صاحب
۹۶۳۹ بہاول الحق صاحب
۹۶۴۴ اہلیہ صاحبہ مولوی عبدالحق صاحب

۹۶۶۲ چوہدری عبدالمجید خانصاحب
۹۶۷۶ میاں محمد الدین صاحب
۹۷۳۵ شیخ فضل حق صاحب
۹۷۳۷ مسٹر عزیز الدین صاحب
۹۷۴۰ غلام قادر خان صاحب
۹۷۶۵ ڈاکٹر بشیر احمد صاحب
۹۷۶۷ دی آنریری سکرٹری
۹۸۲۸ منشی صدر الدین صاحب
۹۸۵۰ چوہدری عبدالرشید خانصاحب
۹۸۵۶ رشید محمد خان صاحب
۹۸۶۴ ڈاکٹر غلام علی صاحب
۹۸۶۶ بیگم شمشاد علی خانصاحب
۹۸۶۸ سید عنایت حسین صاحب
۹۸۷۱ آنریری لفٹنٹ چوہدری عبداللہ خان صاحب
۹۸۷۳ سردار بشیر احمد صاحب
۹۸۷۵ عبداللہ صاحب
۹۸۸۰ والدہ صاحبہ عبدالرحیم صاحب
۹۸۸۱ صوفی علی محمد صاحب
۹۸۸[illegible] چوہدری مبارک احمد صاحب
۹۸۸۵ جناب میاں صاحب
۹۸۸۷ چوہدری فضل احمد صاحب
۹۸۹۰ چوہدری صادق علی صاحب
۹۸۹۴ عبدالستار خان صاحب
۹۸۹۵ مسٹر رشید الدین عزیز صاحب
۹۸۹۷ ماسٹر امیر عالم صاحب
۹۸۹۸ منشی عبداللہ صاحب
۹۹۰۰ قاضی عبدالحق صاحب
۹۹۰۳ شیخ قمر الدین صاحب
۹۹۰۴ محمد شریف اللہ صاحب
۹۹۱۰ محمد الدین صاحب
۹۹۴۰ بابو عبدالغفور صاحب
۹۹۸۳ چوہدری رحمت خانصاحب
۹۹۸۸ محمد ممتاز علی صاحب
۹۹۹۰ الٰہی بخش صاحب
۹۹۹۳ شیخ غلام رسول صاحب
۹۹۹۳ چوہدری عبدالجلیل خانصاحب
۹۹۹۴ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب
۱۰۰۰۱ سید سردار احمد صاحب

۱۰۰۰۷ مولوی نور محمد صاحب
۱۰۰۱۰ محمد اسمٰعیل صاحب
۱۰۰۲۸ مرزا محمد شریف بیگ صاحب
۱۰۰۵۳ قریشی عبداللطیف صاحب
۱۰۰۶۷ الیس گلزار محمد صاحب
۱۰۰۷۰ میاں بشیر احمد صاحب
۱۰۰۸۸ عزیز الدین خان
۱۰۰۹۲ امیر الدین صاحب احمد
۱۰۰۹۳ مستری محمد عیسیٰ صاحب
۱۰۰۹۸ مولوی عبدالسبوح صاحب
۱۰۱۰۱ سکرٹری جماعت احمدیہ
۱۰۱۰۳ چراغ الدین صاحب
۱۰۱۰۴ چوہدری غلام علی صاحب
۱۰۱۰۵ چوہدری غلام حسین صاحب
۱۰۱۰۸ سید عنایت حسین شاہ صاحب
۱۰۱۱۳ محمد نوشاہ صاحب
۱۰۱۱۶ ڈاکٹر عبدالستار صاحب
۱۰۱۱۷ مستری محمد یعقوب صاحب
۱۰۱۱۹ چوہدری غلام محی الدین صاحب
۱۰۱۲۲ بابو محمد افضل صاحب
۱۰۱۲۵ چوہدری عبداللہ خان
۱۰۱۲۷ ملک محمد حنیف صاحب
۱۰۱۳۰ محمد عبداللہ صاحب
۱۰۱۳۲ ملک حسن خان صاحب
۱۰۱۳۵ قمر النساء بیگم صاحبہ
۱۰۱۳۶ اظہر حسین صاحب
۱۰۱۳۷ ایم اے ایف رحمٰن صاحب
۱۰۱۳۹ لال خان صاحب
۱۰۱۴۲ محمد شفیع صاحب
۱۰۱۴۵ چوہدری غلام قادر صاحب
۱۰۱۴۷ مستری غلام محمد صاحب
۱۰۱۴۸ چوہدری سردار خان صاحب
۱۰۱۴۹ محترمہ زہرہ بیگم صاحبہ

۱۰۱۵۳ ماسٹر مختار صاحب
۱۰۱۵۵ نصیر احمد صاحب
۱۰۱۵۶ سردار خان صاحب
۱۰۱۵۹ قادر بخش صاحب
۱۰۱۶۲ عبدالکریم خان صاحب
۱۰۱۶۵ مولوی عبدالرحمن خانصاحب
۱۰۱۶۷ منشی گل محمد صاحب
۱۰۱۷۷ پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ
۱۰۲۱۷ اہلیہ صاحبہ شیخ عبدالغنی صاحب
۱۰۲۳۲ میاں امام الدین صاحب
۱۰۲۳۶ محمد بشیر خان صاحب
۱۰۲۴۱ سید محمد عبداللہ صاحب
۱۰۲۴۳ حاجی حکیم الدین صاحب
۱۰۲۴۴ لائبریری ایس ای کالج
۱۰۲۴۵ حافظ نور الٰہی صاحب
۱۰۲۴۹ ایم یعقوب خان صاحب
۱۰۲۵۳ چوہدری جان محمد صاحب
۱۰۲۵۴ منظور احمد صاحب
۱۰۲۵۹ سید عبدالغفور شاہ صاحب
۱۰۲۶۵ ماسٹر عبدالعزیز صاحب
۱۰۲۶۶ بشیر احمد صاحب
۱۰۲۷۶ قلیچ خاں
۱۰۲۸۹ غلام مولا خادم صاحب
۱۰۲۹۳ فتح محمد صاحب
۱۰۳۰۳ چوہدری عصمت اللہ صاحب
۱۰۳۱۴ محمد اسحٰق صاحب
۱۰۳۱۷ مستری غلام احمد صاحب
۱۰۳۲۱ بابو فقیر علی صاحب
۱۰۳۲۳ بابو اللہ داد خان صاحب
۱۰۳۴۱ ملک تاج حسین صاحب
۱۰۳۴۴ خانصاحب واحد بخش صاحب
۱۰۳۴۷ سید سجاد حسین صاحب
۱۰۳۴۸ راجہ محمد امیر خان صاحب

رشتوں کی ضرورت

دفتر امور عامہ میں بعض لڑکیوں کے رشتوں کیلئے درخواستیں آئی ہوئی ہیں۔ احباب قابل شادی اور برسر روزگار مردوں کے نام اور تفصیلی کوائف دفتر ہذا میں بعد تصدیق بھجوائیں۔ (ناظر امور عامہ)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پانڈی چری کا ایک پیغام مظہر ہے کہ مہاراجہ دیوان (سینیٹر) نے گورنمنٹ کا منظور کردہ ۵۰۰ روپیہ ماہوار کا الاؤنس اس بناء پر نامنظور کر دیا ہے۔ کہ یہ رقم بالکل ناکافی ہے۔ اور اس سے وہ اپنے اخراجات پورے نہیں کر سکیں گے۔

مسٹر ایم کے اچاریہ مشہور سناتن دھرمی نے مدراس سے ۱۶ جون کی اطلاع کے مطابق اچھوت ادھار بل کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے حکومت کو لکھا ہے۔ کہ بل مذکور نہ صرف کئی خطرناک قیاسات پر مبنی ہے بلکہ ان کی رائے میں خلاف ضابطہ بھی ہے۔ انہیں اس امر پر بھی اعتراض ہے کہ صدر اسمبلی نے اس بل کو اسمبلی میں پیش کرنے کی اجازت کیوں دی۔

دہلی کے اخبار نویس ۱۶ جون کی اطلاع کے مطابق عنقریب حکومت سے درخواست کرنے والے ہیں کہ چونکہ کانگریس پر سے پابندیاں ہٹائی گئی ہیں۔ لہذا قوم پرست اخبارات پر جو پابندیاں عائد ہیں وہ بھی دور کر دی جائیں اور ان کی جو ضمانتیں حکومت کے پاس جمع ہیں۔ وہ واپس کر دی جائیں۔

کابل کے شاہی قلعہ میں کرنیل اسمٰعیل خاں سے ۱۶ جون کی اطلاع کے مطابق سردار شاہ محمد خاں وزیر جنگ نے ایک میٹنگ منعقد کی۔ جس میں تمام وزراء اور سنٹرل آرمی کورز کے افسران موجود تھے۔ اس میں ان افسران کو جنہوں نے بم بازی اور مشین گن کے استعمال کے امتحانات پاس کر لئے ہیں۔ سرٹیفکیٹ عطا کئے۔

مہاراجہ میسور نے ۱۶ جون کو میسور کے قریب ایک نئے شہر "سری کرشن راج نگر" کی رسم افتتاحی ادا کی۔ یہ شہر حال ہی میں مہاراجہ بہادر نے بسایا ہے۔ یادگار کے طور پر اس میں ایک ۲۵ فٹ پتھر کا ستون نصب کیا گیا ہے۔

ایسوسی ایٹڈ پریس کو کلکتہ سے ۱۷ جون کی اطلاع کے مطابق معلوم ہوا ہے۔ کہ میٹرکولیشن سٹینڈرڈ میں ورنیکلر زبان کی ترویج کے سوال پر بنگال گورنمنٹ اور کلکتہ یونیورسٹی کے نمائندوں کے درمیان مجوزہ کانفرنس جولائی کے شروع میں گورنمنٹ بنگال کی دارجیلنگ سے واپسی پر منعقد ہوگی۔ اس کانفرنس میں یونیورسٹی کے چھ نمائندے اور گورنمنٹ کے چھ نمائندے شامل ہونگے۔ اور کوشش کی جائے گی۔ کہ جن معاملات پر اختلافات ہیں۔ ان کے متعلق کوئی سمجھوتہ ہو جائے۔

سیٹھ جمنالال بجاج نے ۱۷ جون کانگریس ہوس بمبئی میں تقریر کرتے ہوئے کانگریسیوں سے کہا۔ کہ انہیں دل نہیں توڑنا چاہئیے۔ اور نہ ان کے حوصلے پست ہونے چاہئیں۔ آخر ہم نے ایک ہی بار ہار کھائی ہے۔ پھر آپ نے اپیل کی کہ ۱۸ برس سے زائد عمر کا ہر لڑکا۔ لڑکی کانگریس کی ممبر بن جائے۔

جرمن کے وزیر اقتصادیات نے برلن سے ۱۶ جون کی اطلاع کے مطابق اعلان کیا ہے کہ یکم جولائی سے قہوہ کی تجارت درآمد صرف خاص لائسنس کے ماتحت ہوگی۔ اس لائسنس سے مقصد تجارت کو محدود کرنا نہیں۔ بلکہ جرمنی ان ممالک کو زیادہ سے زیادہ مال اپنے ملک میں بھیجنے کی اجازت دینا چاہتا ہے جو جرمن مال کی زیادہ خرید کرتے ہیں۔

صدر جمہوریہ کیوبا پر ۱۶ جون جب کہ وہ ایک دعوت میں تقریر کر رہے تھے۔ کسی شخص نے بم پھینک دیا۔ مگر وہ بال بال بچ گئے۔ البتہ جو سٹینو گرافر ان کے پیچھے بیٹھا نوٹ کر رہا تھا۔ ہلاک ہو گیا۔

بغداد کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ گورنمنٹ عراق ایک یوروپین ماہر کی خدمات حاصل کر رہی ہے۔ جو کھجوروں کی کاشت کو فروغ دینے کے معاملہ میں حکومت عراق کو مشورہ دے گا۔

طہران کی اطلاع مظہر ہے کہ دریائے کوم کی طغیانی سے بہت تباہی ہوئی ہے۔ شمالی ایران میں ایک ہزار گھر اس سیلاب کی وجہ سے برباد ہو گئے ہیں۔

کپورتھلہ سے ۱۶ جون کی اطلاع ہے کہ سردار کشن سنگھ صاحب چیف جسٹس کپورتھلہ کو عارضی طور پر ریاستی پولیس کا انسپکٹر جنرل مقرر کیا گیا ہے۔

میجر کوٹھاوالا کے ڈسمس کئے جانے کے بعد کپورتھلہ میں انسپکٹر جنرل کی جو اسامی خالی ہوئی ہے کپورتھلہ سے ۱۶ جون کی اطلاع کے مطابق اسے پر کرنے کے لئے مستقل طور پر کسی انگریز پولیس افسر کی خدمات حاصل کی جائینگی جو انڈین پولیس سروس یا پنجاب پولیس کا کوئی مستعفی افسر ہوگا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ میجر موصوف کو دو سال کی تنخواہ دے کر علیحدہ کر دیا جائے گا۔

کانپور سے ۱۷ جون کی اطلاع ہے کہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس خان بہادر محمد امتیاز احمد خاں صاحب انچارج انٹیلیجنس سٹی تھانہ کے مکان پر کسی نامعلوم شخص نے بم پھینکا۔ جو پھٹ تو گیا۔ مگر کوئی نقصان نہ ہوا۔

جرمنی کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ سیاسیات کی باگ ڈور جب سے ہر ہٹلر کے ہاتھ میں آئی ہے۔ اس وقت سے لے کر اب تک حکومت کی طرف سے ۶۰ ہزار کتابیں ۸۵ ہزار رسائل اور میگزین۔ ۲ لاکھ پچاس ہزار پمفلٹ ۱۶ سو تصاویر پانچسو فوٹو گرافات اور دو فلم ضبط کئے جا چکے ہیں۔

مدناپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر سٹوینز سات ماہ کی رخصت پر اپنے وطن تشریف لے گئے ہیں۔ ۱۷ جون جب وہ بمبئی سے جہاز پر سوار ہوئے۔ ٹوٹائمز آف انڈیا کے نمائندہ سے ملاقات کے دوران میں انہوں نے کہا کہ بنگال میں دہشت انگیزی کا اتنا ہی زور ہے جتنا پہلے تھا۔

ڈی اے وی کالج لاہور کے وائس پرنسپل پروفیسر دیوی دیال ۱۷ جون کو وفات پا گئے۔ آپ پنجاب یونیورسٹی کی سینٹ کے ممبر بھی تھے۔

کانگریس ورکنگ کمیٹی نے ۱۷ جون کو بمبئی میں کمیونل ایوارڈ اور وائٹ پیپر کے متعلق مذمت کی قرارداد منظور کرتے ہوئے مطالبہ کیا۔ کہ ہندوستان کا آئین مرتب کرنے کے لئے ایک نمائندہ اسمبلی ترتیب دی جائے۔

مسولینی اور ہٹلر کی ملاقات کے بعد ونیس سے ۱۶ جون کی اطلاع کے مطابق سرکاری طور پر اعلان شائع کیا گیا ہے۔ کہ دونوں ملک آسٹریا کی آزادی برقرار رکھنے پر متفق ہونگے۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل زبانی سمجھوتے ہوئے (۱) آسٹریا میں جرمنی اشخاص کی دہشت انگیزی کا سدباب کیا جائیگا۔ (۲) اگر اسلحہ میں جرمنی کی ہمسری کو تسلیم کر لیا گیا۔ تو وہ جمعیت اقوام میں از سر نو شامل ہو جائے گا۔ (۳) دریائے ڈینیوب کے علاقہ کے تجارتی مسائل میں جرمنی و آسٹریا اتفاق رکھیں گے (۴) دونوں ممالک مستقبل میں خط و کتابت کے ذریعہ ایک دوسرے سے وابستہ رہیں گے۔

پنڈت مالویہ اور مسٹر اینے کے متعلق بمبئی سے ۱۸ جون کی اطلاع ہے۔ کہ انہوں نے کانگریس پارلیمنٹری بورڈ سے کمیونل ایوارڈ کے متعلق رویہ سے اختلاف کی بناء پر پارلیمنٹری بورڈ سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مسٹر اینے کانگریس ورکنگ کمیٹی سے بھی علیحدہ ہو گئے ہیں۔

جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ کے متعلق لنڈن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ اس کی اشاعت وسط اگست تک ملتوی ہو گئی ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی